868

ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(03)/2008/365. Dated 31st March, 2011. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, **Rana Mashhood Ahmad Khan,** Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, w.e.f. 31 March 2011 (F.N) during the absence abroad of Rana Muhammad Iqbal Khan, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab.

DR. MALIK AFTAB MAQBOOL JOIYA

Acting Secretary

870

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،31-مارچ2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون قرشی یونیورسٹی مرید کے 2010(مسودہ قانون نمبر 24 بابت 2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون قرشی یونیورسٹی مرید کے 2010، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون قرشی یونیورسٹی مرید کے 2010 منظور کیا جائے۔

872

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تئیسواں اجلاس

جمعرات،31۔مارچ2011

(یوم الخمیس،25۔ربیع الثانی1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بجے زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ
الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا
عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ
وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ② وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا
يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④

سُوْرَۃُ الجُمُعَة آیات1 تا 4

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے (سب) اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو بادشاہ حقیقی پاک ذات زبردست حکمت والا ہے (1) وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں ان ہی میں سے (محمد ﷺ) کو پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔ اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے (2) اور ان میں سے اور لوگوں کی

طرف بھی (ان کو بھیجا ہے) جو ابھی ان (مسلمانوں سے) نہیں ملے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے (3) یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے (4)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یوں حضوری کی دعاؤں کا اثر ہو آمین
پھر مدینے کے لئے اذنِ سفر ہو آمین
میری ہر سانس ہو بس اُن کی ثناء سے معمور
زندگی اُن کی محبت میں بسر ہو آمین
گنبد سبز کو چھو کر جو گزرتی ہے ہوا
اس کا اِک روز میرے گھر سے گزر ہو آمین
آپ کی مدح و ثناء میرا حوالہ ہے یہاں
حشر کے دن بھی یہی زادِ سفر ہو آمین

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ زراعت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! on his behalf (معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: سوال نمبر 134 ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پی پی۔74 تحصیل چنیوٹ میں کھالا جات کی تعداد و دیگر تفصیل

*134: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔74 تحصیل چنیوٹ میں کتنے کھال ہیں، ان میں سے کتنے پختہ اور کتنے ابھی تک کچے ہیں؟

(ب) پختہ کھالوں کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے، تفصیل کھال وار فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پی پی۔74 تحصیل چنیوٹ میں کل 357 کھال ہیں جن میں سے 226 پختہ کئے جا چکے ہیں جبکہ 35 پر کام جاری ہے جو رواں مالی سال میں مکمل ہو جائیں گے علاوہ ازیں 96 کھالا جات ابھی تک غیر اصلاح شدہ ہیں۔

(ب) پختہ کئے گئے کھالا جات پر 3 کروڑ 35 لاکھ 19 ہزار 908 روپے خرچ ہوئے ہیں۔ کھال وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رانا محمد افضل خان: تحصیل چنیوٹ میں کھالا جات کے پختہ کئے جانے پر تین کروڑ 35 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور مزید خرچ کئے جانے ہیں۔ چنیوٹ کے علاقہ میں زیر زمین پانی میٹھا ہے اور کھالا جات کو

پختہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پانی کی seepage کو کم کیا جائے اور ٹیل کے کاشتکاروں کو پانی مہیا کیا جائے تاکہ ٹیل کی زیادہ زمینیں سیراب ہو سکیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن علاقوں کا زیرِ زمین پانی میٹھا نہیں ہے اور وہ ٹیل پر بھی ہیں تو کیا محکمہ کے پاس کوئی ایسا ترجیحی پروگرام ہے کہ ان علاقوں میں کھالاجات کی تعمیر پہلے کی جائے اور جن علاقوں میں کھالاجات کو پختہ کر دیا گیا ہے وہاں یقیناً پانی کی بہتر تقسیم اب عمل میں آچکی ہوگی تو ٹیل کے علاقوں کے لئے محکمہ میں کوئی ایسا کام کیا جا رہا ہے جس سے ٹیل پر واقع زیرِ زمین پانی میٹھا نہ ہونے والے علاقوں میں کھالاجات کو ترجیحی بنیادوں پر پختہ کیا جا رہا ہو اور دوسرے علاقوں سے انہیں ترجیح دی جا رہی ہو؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سوال specific ضلع چنیوٹ کے متعلق ہے اور اگر فاضل ممبر overall پورے صوبے کی پالیسی کے بارے میں پوچھیں گے تو phase wise کئی phases میں کھالے بنتے رہے ہیں جس میں phase I O.F.W.M یعنی On Foreign Water Management جو عالمی بنک کے تعاون سے شروع ہوا تھا۔ یہ سکیم 407 ملین روپے کی تھی اس کے بعد phase I میں 87-1986 سے لے کر 1990 تک جاری رہی جس میں 971.530 ملین روپے خرچ ہوئے۔ مختلف سکیمیں چلتی رہی ہیں اور اب واٹر کورسز کی improvement کا نیشنل پروگرام چل رہا ہے چونکہ یہ نیشنل پروگرام تھا اور دوسرے صوبوں کو بھی share ملا تھا تو پنجاب کا شیئر 20-ارب روپے بنتا تھا جس میں 15-ارب روپے جاری ہوئے ہیں جبکہ 5-ارب روپے مرکزی حکومت نے دینے ہیں۔ وفاقی حکومت نے ابھی 2-ارب 57 کروڑ روپے دیئے ہیں جس میں ٹیل کا ذکر نہیں ہے بلکہ پنجاب کے چار اضلاع کو چھوڑ کر باقی اضلاع، چار اضلاع بارانی ہیں، دو اضلاع ٹوبہ ٹیک سنگھ اور لیہ میں کام پہلے ہو چکا ہے تو باقی تمام اضلاع میں واٹر کورسز کو پختہ کر کے ٹیل پر لے جانا تھا لیکن ہوا یہ کہ وفاقی حکومت کی طرف سے 5-ارب روپے کی بجائے 2-ارب 57 کروڑ روپے ملے ہیں۔ اس کے تناسب کے حساب سے تمام اضلاع میں کام ہو رہا ہے۔ جہاں تک ٹیل کی بات ہے تو جن علاقوں میں پانی میٹھا ہے وہاں پر صرف 15 فیصد کھالاجات پختہ کرنے ہیں جو کہ ایک پالیسی ہے کیونکہ اتنے فنڈز نہیں ہیں کہ تمام کھالاجات کو پختہ کیا جائے۔ کھالوں کو شروع سے پختہ کیا جاتا ہے اور اس کے لئے باقاعدہ کھال کمیٹی بنتی ہے جس کے بعد ایک طریق کار کے مطابق 85 فیصد اس فنڈز سے پیسے ملتے ہیں جبکہ labour charges کسان خود دیتے ہیں جو کہ 15 فیصد ہوتے ہیں۔ موگوں سے نکلنے والے کھالاجات کی کل

لمبائی دیکھ کر 15 فیصد پختہ کیا جاتا ہے اور باقی نہیں کیا جاتا۔ ابھی حکومت کی کوئی ایسی پالیسی نہیں ہے کہ تمام کھالا جات کو پختہ کیا جائے کیونکہ اس کے لئے وسائل درکار ہیں۔ یہ کھالا جات 66۔ ارب روپے سے بھی پختہ نہیں ہو سکے تو اس کے لئے کھربوں روپے درکار ہیں تو جونہی وسائل ہوں گے اس کے بعد ٹیل تک کھالا جات پختہ کئے جاسکیں گے۔ فی الحال ٹیل تک کھالا جات پختہ کرنے کے وسائل نہیں ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! مجھے بڑی خوشی ہے کہ حکومت نے بہت سارے فنڈز allocate کئے جیسے منسٹر صاحب نے فرمایا کہ کافی کام ہو رہا ہے اور کافی ہونے والا بھی ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ ہماری ترجیحات کیا ہیں، کیا ہم ان علاقوں میں کھالا جات کو پختہ کرنا چاہتے ہیں جہاں پانی زیر زمین کھارا ہے اور وہاں seepage کو روکنا زیادہ ضروری ہے بہ نسبت ان علاقوں کے جہاں پانی میٹھا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے اس کا جواب دیا ہے اور آپ نے شاید غور سے سنا نہیں ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ priority کے بارے میں بات نہیں کی؟

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہوں نے اس بارے میں کی ہے اور آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر سمجھ لیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک سوال پر دو ضمنی سوال کرنے کی اجازت ہو گی اس سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ اگلا سوال محترمہ محمودہ چیمہ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ محمودہ چیمہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 945 ہے اور سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گندم کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے سہولیات کی فراہمی

*945: **محترمہ محمودہ چیمہ:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گندم کی پیداوار میں کمی کی اہم وجوہات پانی کی قلت، مہنگی بجلی، مہنگی کھادیں اور ناقص بیج ہیں؟

(ب) کیا حکومت اس سلسلے میں کاشتکاروں کو کوئی ریلیف دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! پانی کی قلت، زرعی مداخل کی قیمتوں میں اضافہ اور مہنگی بجلی/ڈیزل، گندم کی پیداوار میں کمی کا باعث ہو سکتی ہیں۔ گندم کی پیداوار سال 08-2007 میں ایک کروڑ 56 لاکھ ٹن تھی۔ جس کی بنیادی وجہ پانی کی کمی، خشک موسم اور سابقہ حکومت کی بے توجہی تھی لیکن موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آتے ہی گندم میں خود کفالت حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے اقدامات کئے جس سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک ہی سال میں گندم کی پیداوار بڑھ کر ایک کروڑ 84 لاکھ ٹن تک جا پہنچی جو کہ پچھلے سال کے مقابلے میں 28 لاکھ ٹن زیادہ تھی۔ اس سے دیہی زندگی میں 66۔ارب روپے کا مزید فائدہ ہوا۔

(ب) حکومت نے کاشتکاروں کو ریلیف دینے اور گندم کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے مندرجہ ذیل اہم اقدامات اٹھائے ہیں:-

1-گندم کی قیمت

گندم کی قیمت کے پیش نظر کسانوں کو گندم کی کاشت کے سلسلے میں معاشی مشکلات کا سامنا تھا۔ ان مشکلات پر قابو پانے کے لئے وفاقی حکومت نے گندم کی قیمت -/425 روپے سے بڑھا کر -/625 روپے فی من کا اعلان کیا جو بعد میں مزید بڑھا کر -/950 روپے فی من کر دی گئی۔ اس وجہ سے گندم کی 09-2008 میں ریکارڈ پیداوار حاصل ہوئی۔

2-گرین ٹریکٹر سکیم

مالی سال 09-2008 اور 10-2009 میں حکومت نے 2 لاکھ روپے سبسڈی فی ٹریکٹر کے حساب سے 20 ہزار گرین ٹریکٹرز کسانوں میں تقسیم کئے۔

3-انعامی سکیم

حکومت پنجاب نے 09-2008 میں "زیادہ گندم اگاؤ مہم" کے تحت کروڑوں روپے کے انعامات زرعی آلات کی شکل میں کسانوں میں شفاف طریقے سے تقسیم کئے۔

4-زرعی قرضہ جات

حکومت نے کسانوں کی سہولت کی خاطر بینکوں سے زرعی قرضہ جات کی فراہمی کے لئے "ون ونڈو آپریشن" جاری کیا ہوا ہے جس میں کاشتکار آسانی سے ایک چھت کے نیچے ایک یا دو دن میں زرعی قرضہ لے سکتے ہیں۔

محترمہ محمودہ چیمہ: جناب سپیکر! میں سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ماشاء اللہ۔ جی، اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 3472 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گندم کی اضافی پیداوار کے انعامی مقابلے میں جیتنے والوں کو ٹریکٹر و تھریشر دینے کا مسئلہ

*3472: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ گندم کی زیادہ پیداوار کے انعامی مقابلہ میں جیتنے والوں کو تھریشر اور 75 ہارس پاور ٹریکٹرز دیئے جائیں گے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

جی ہاں! یہ درست ہے کہ جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے گندم کی کاشت کی افتتاحی تقریب منعقدہ چکوال میں گندم کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے والے کاشتکاروں میں انعامات تقسیم کرنے کا اعلان فرمایا تھا۔ مابعد گندم کی برداشت کے وقت شفاف طریق کار کے مطابق پیداواری مقابلے جیتنے والے کاشتکاروں میں تحصیل / ضلع، ڈویژن اور صوبائی سطح پر بالترتیب 50، 60 اور 75 ہارس پاور کے ٹریکٹر اور تھریشر بطور انعام تقسیم کئے جا چکے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ قرعہ اندازی کے ذریعے دیئے گئے تھریشر اور ہارس پاور ٹریکٹروں کی تعداد کتنی تھی اور ان کی تقسیم کا طریق کار کیا تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ ایک انعامی سکیم تھی اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے 26-اکتوبر 2008 کو چکوال میں گندم کی کاشت (sowing) کا افتتاح کرتے ہوئے انعامات کا اعلان کیا کہ پیداوار کے لحاظ سے جو کاشتکار بہتر کارکردگی دکھائیں گے انہیں انعامات دیئے جائیں گے۔ بعد میں انہوں نے ایک کمیٹی بنائی جس نے اسے thrash out کیا اور transparent پالیسی بنائی جس کے تحت صوبہ پنجاب کے اول، دوم اور سوم آنے والے کاشتکاروں جس میں 83 من

پیداوار کے ساتھ گوجرانوالا کے اکرم صاحب اول آئے، ضلع مظفر گڑھ کے حنیف خان 81 من اور پاکپتن کے راؤشان علی کی پیداوار 79.5 من فی ایکڑ حاصل ہوئی جنہیں 75 ہارس پاور کا ایک ایک ٹریکٹر دیا گیا۔ ڈویژن کی سطح پر 9 ٹریکٹرز دیئے گئے ہیں اور ضلع کی سطح پر اول آنے والے کاشتکار کو 60 ہارس پاور کا ٹریکٹر دیا گیا جبکہ تحصیل کی سطح پر اول آنے والے کو 50 ہارس پاور کا ٹریکٹر دیا گیا اس کے علاوہ تھریشر وغیرہ کی تفصیل کے متعلق پوچھنا چاہیں تو وہ بھی میرے پاس ہے جو کہ بتا سکتا ہوں۔ تقریباً 9 کروڑ 16 لاکھ روپے کو انعامات شفاف طریقے سے دیئے گئے اور طریق کار یہ تھا کہ محکمہ زراعت نے چونکہ پروگرام ترتیب دیا تھا چنانچہ ڈویژن کی سطح پر کمشنر، ضلع کی سطح پر ڈپٹی کمشنر اور تحصیل کی سطح پر ڈی ڈی او (آر)، واٹر مینجمنٹ کے ایک آفیسر، ای ڈی او (زراعت) اور کسانوں کے ایک نمائندے پر مشتمل ممبران کی کمیٹی تھی۔ پہلے مرکز کی سطح پر، پھر تحصیل اور اس کے بعد ضلع کی سطح پر ٹرائل لے کر ان کا مقابلہ کرایا گیا اور ان کی فہرستیں تحصیل ہیڈ کوارٹروں کی سطح پر آویزاں کی گئیں۔ یہ سارا کچھ سب کے لئے open تھا اور کسی کو اس حوالے سے کوئی شکایت نہیں تھی اور مقابلہ جیتنے والوں کو ایک transparent طریقے سے انعامات دیئے گئے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسے گزشتہ سالوں میں گندم کی زیادہ پیداوار ہونے کی صورت میں کسانوں کو ٹریکٹروں کے انعامات دیئے گئے تو اب جبکہ گندم کی کٹائی کا موسم تقریباً شروع ہو چکا ہے تو کیا اس سال بھی کوئی ایسا پروگرام ہے کہ زیادہ گندم پیدا کرنے والے کاشتکاروں کو انعامات دیئے جائیں گے، کتنے ٹریکٹرز دیئے جائیں گے اور اس کے لئے کل بجٹ کتنا مختص کیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں جب ہماری حکومت برسر اقتدار آئی تو اُس وقت حالت یہ تھی کہ ہم گندم import کر رہے تھے اور اربوں روپے گندم کی import پر خرچ کئے جا رہے تھے۔ گندم کی کل پیداوار 15.6 ملین ٹن یعنی ایک کروڑ 56 لاکھ ٹن ہوئی جبکہ اگلے سال حکومت پنجاب کی کاوشوں سے ایک سال میں 18.4 ملین ٹن یعنی ایک کروڑ 84 لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی

جو پاکستان کی تاریخ میں ریکارڈ ہے۔ پہلے ہم گندم import کر رہے تھے اور ملک میں غذائی قلت تھی لیکن جب یہ مہم چلی تو اب ہم گندم میں خود کفیل ہو گئے ہیں۔ غذائی قلت کا مقابلہ کرنے کے لئے اُس وقت ٹریکٹر انعام دیئے گئے تھے۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ 18.4 ملین ٹن یعنی ایک کروڑ 84 لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی۔ ہمارے پاس اس سال کے شروع میں 57 لاکھ ٹن گندم جمع ہو گئی تھی لیکن ہمارے پاس 57 لاکھ ٹن گندم رکھنے کے ذخائر نہیں تھے۔ ہمارے پاس گوداموں کی total capacity بائیس لاکھ ٹن تھی جبکہ گندم 57 لاکھ ٹن تھی اس لئے ہم نے اس کو export کیا۔ باہر کی قیمتیں کم تھیں اور ہم اپنے کسانوں کو -/950 روپے فی من دے رہے ہیں۔ چونکہ گندم باہر پڑی تھی اس لئے اب تقریباً 10 لاکھ ٹن گندم export کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس ابھی بھی 25 لاکھ ٹن گندم موجود ہے چونکہ ہم گندم میں surplus ہو گئے ہیں، اب ہم دوسری crop کی طرف توجہ دے رہے ہیں لہذا اس وقت ایسی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ دوسری وجہ سیلاب تھی کہ وہاں پر کافی ساری گندم درکار تھی اس لئے اس سال ایسی کوئی سکیم مقابلے کی نہیں بنائی گئی، جب ضرورت پڑے گی پھر بنائی جائے گی۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس سوال میں بھی اور اس سے پچھلے سوال میں بھی ہم نے 20 ہزار ٹریکٹروں پر 2 لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی دی اور ٹریکٹر بطور انعام بھی دیئے گئے۔ جن اداروں نے یہ ٹریکٹر سپلائی کئے اور ان اداروں نے جو سبسڈی دی تھی کیا اس سبسڈی کی رقم ان ٹریکٹر کے اداروں کو ادا کر دی گئی ہے، اگر ادا نہیں کی گئی تو اس سبسڈی کی رقم میں کیا تاخیر ہے کیونکہ میری اطلاع کے مطابق ان ٹریکٹر کے اداروں نے ایک خیر سگالی عمل میں حصہ لیا۔ انہوں نے آپ کی دو دو لاکھ روپے کی سبسڈی کو قبول کیا۔ کیا حکومت پنجاب نے سبسڈی کی رقم ٹریکٹر بنانے والے اداروں کو ادا کر دی ہے، اگر نہیں تو کب تک کی جائے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سوال انعامی مقابلوں کے بارے میں تھا جس کی تفصیل بتائی گئی ہے۔ اس میں الغازی ٹریکٹرز نے چونکہ کم ریٹ دیئے تھے ان کے ہر ٹریکٹر کی قیمت بھی میرے پاس موجود ہے۔ جو ٹریکٹر 75 ہارس پاور کا تھا اس کی قیمت 6 لاکھ سے اوپر تھی، جو 50,60 ہارس پاور کا تھا اس کی قیمت 5 لاکھ روپے تھی۔ ہم نے بڑے transparent طریقے سے ٹینڈر کیا اور اس

میں لغازی والے آئے تھے انہیں انعامات دیئے گئے۔ اس سال انعامی مقابلہ نہیں تھا۔ میرے بھائی جو سوال کر رہے ہیں وہ گرین ٹریکٹر سکیم کے بارے میں کر رہے ہیں جو متعلقہ سوال نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تو ایک علیحدہ سوال بنتا ہے، آپ تشریف رکھیں۔ چودھری محمد اسد اللہ صاحب!

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3658 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

چودھری محمد اسد اللہ: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2004 تا 2007، مارکیٹ کمیٹی باغبانپورہ لاہور کی تفصیلات

*3658: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 2004 تا 2007 مارکیٹ کمیٹی باغبانپورہ لاہور میں کون کون سے چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر کام کرتے رہے ان کے نام اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ مارکیٹ کمیٹی میں منظور شدہ و خالی اسامیوں کی تعداد کتنی ہے اور خالی اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا، آگاہ فرمائیں؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران مارکیٹ کمیٹی کے زیر کنٹرول کتنے ترقیاتی منصوبہ جات مکمل ہوئے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مارکیٹ کمیٹی باغبانپورہ لاہور کے نام سے کوئی مارکیٹ کمیٹی نہیں ہے۔ البتہ باغبانپورہ کا علاقہ مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ لاہور کے نوٹیفائیڈ ایریا میں شامل ہے لہذا مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ کی تفصیلات درج ذیل ہیں:۔

تفصیل ایڈمنسٹریٹر / چیئرمین مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ از 2004 تا 2007

نمبر شمار	نام	عہدہ	عرصہ تعیناتی
1	چودھری محمد سرفراز مناواں	ایڈمنسٹریٹر	10-12-2003 تا 15-06-2004
2	چودھری نصیر احمد سماں	ایڈمنسٹریٹر	16-06-2004 تا 20-03-2008

(ب) مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ لاہور کی منظور شدہ اسامیوں کی کل تعداد32 ہے جس میں سے کوئی بھی اسامی خالی نہیں ہے۔

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران مارکیٹ کمیٹی کے زیر کنٹرول 20 منصوبہ جات مکمل کئے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ترقیاتی کام	برائے سال	لاگت
1	تعمیر لیٹرین (باتھ روم)، غلہ منڈی جلو موڑ	2004-05	1,58,500/-
2	تعمیر پلیٹ فارم، غلہ منڈی، جلو موڑ	2004-05	12,27,000/-
3	تعمیر ڈرین، غلہ منڈی، جلو موڑ	2004-05	6,71,000/-
4	تقسیم دیوار، سب آفس سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ	2004-05	1,50,000/-
5	تعمیر روڈ (سڑک) سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ	2004-05	2,00,000/-
6	تعمیر کرنا پختہ سڑک و نالہ، سبزی و پھل منڈی جلو موڑ	2005-06	50,00,000/-
7	تعمیر کرنا 3 عدد دکانات، سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ	2005-06	6,61,055/-
8	تعمیر کرنا 9 عدد دکانات، سائیکل و ویگن سٹینڈ سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ	2006-07	9,25,800/-
9	لگانا/ مہیا کرنا آہنی گیٹ، سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ	2006-07	3,25,500/-
10	لگانا سولنگ، سائیکل و ویگن سٹینڈ، سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ	2006-07	4,10,000/-
11	ڈسپوزل/ لفٹ سٹیشن، سبزی و پھل منڈی جلو موڑ	2006-07	13,41,500/-
12	تعمیر سب آفس، سبزی و پھل منڈی جلو موڑ	2006-07	3,78,000/-
13	تعمیر کرنا چار دیواری، سبزی و پھل منڈی جلو موڑ	2006-07	6,76,500/-
14	مہیا کرنا/ لگانا سٹریٹ لائٹس و اوور ہیڈ وائرنگ، سبزی و پھل منڈی جلو موڑ	2006-07	15,00,000/-
15	ریزنگ آف کمپاؤنڈ، غلہ منڈی برکی	2006-07	12,48,800/-
16	ری کنسٹرکشن سب آفس، غلہ منڈی برکی	2006-07	7,34,700/0-
17	ری کنسٹرکشن آف شاپس، غلہ منڈی برکی	2006-07	22,62,000/-
18	ری کنسٹرکشن آف باؤنڈری وال، غلہ منڈی برکی	2006-07	6,50,000/-
19	تعمیر کرنا نئی ڈرین، غلہ منڈی برکی	2006-07	11,26,000/-
20	لگانا ٹرانسفارمر، سبزی و پھل منڈی جلو موڑ	2007-08	18,10,219/-

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چوہدری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میرا اس میں کوئی ضمنی سوال نہیں ہے لیکن اگلا سوال بھی میرا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی آپ تشریف رکھیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ذوالفقار علی صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! چونکہ پنجاب میں ایسی کافی مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جو بہت خستہ حالت میں ہیں۔ مثلاً بہاولپور کی مارکیٹ کمیٹی بہت ہی خستہ ہے جبکہ وہاں سے بہت ریونیو اکٹھا ہوتا ہے کیا حکومت اس کو repair یا صحیح کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر زراعت صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کا ایک طریقہ ہے کہ مارکیٹ کمیٹیوں کے لئے ان کے اپنے وسائل ہوتے ہیں۔ ان کی باقاعدہ فیسیں ہیں۔ پانچ ہزار روپے اے کلاس اور پندرہ سو روپے بی کلاس کی فیس ہے۔ ان کی اپنی self collection ہوتی ہے۔ اگر ان کی مارکیٹ کمیٹی کے پاس کوئی وسائل نہیں ہیں تو یہاں پر ایک فنڈ بورڈ بنا ہوا ہے ہم وہاں سے ان کو loan دینے کے لئے تیار ہیں۔ یہ apply کریں میں loan دلوادوں گا اور ان کی مارکیٹ repair کرادیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ کا ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3725 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

چودھری محمد اسد اللہ: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

زرعی سپلائی کارپوریشن کی رقم کی وصولی کی تفصیلات

*3725: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن 1998 میں ختم کر دی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کارپوریشن کے کروڑوں روپے لوگوں کے ذمہ واجب الادا تھے اگر ہاں تو کتنے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کارپوریشن کے بقایاجات کی وصولی کی ذمہ داری محکمہ ریونیو کو دی گئی تھی اگر ہاں تو اب تک کتنی رقم وصول ہو چکی ہے اور کتنی رقم بقایا ہے اور کن لوگوں کے ذمہ ہے تفصیل بیان کی جائے نیز اب تک بقایا رقم وصول نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن (PASC) گورنمنٹ آف پنجاب کے نوٹیفکیشن مورخہ 11-04-1998 کے تحت ختم کر دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ بھی درست ہے۔لوگوں کے ذمہ کارپوریشن کے 11 کروڑ 40 لاکھ روپے واجب الادا تھے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ کارپوریشن کے 15 فیصد بقایاجات کی وصولی کی ذمہ داری محکمہ ریونیو کو سونپی گئی تھی کیونکہ 85 فیصد قرضہ جات کارپوریشن کے ختم ہونے سے پہلے وصول ہو چکے تھے۔مالی سال 2008-09 کے اختتام پر 38 قرض داران سے 40 لاکھ روپے کی وصولی ہو چکی ہے۔ 817 قرض داران کے ذمہ 11 کروڑ روپے بقایا ہیں۔قرض داران کی تفصیل بحساب مینجر زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ بقایاجات کی وصولی کے لئے قرضہ داروں کا تمام ریکارڈ محکمہ ریونیو کو مہیا کر دیا گیا ہے جو نادہندہ کو ڈیفالٹرز قرار دے کر ان کے خلاف لینڈ ریونیو ایکٹ کے تحت قانونی کارروائی کر رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن 11-04-1998 میں notification کے ذریعے ختم کی گئی تھی۔ اُس وقت 11 کروڑ 40 لاکھ روپے قرضہ داروں کے ذمہ تھے اور آج بارہ سال ہو گئے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 11 کروڑ 40 لاکھ روپے جو واجبات وصول کرنے تھے بارہ سالوں میں وہ کیوں وصول نہیں کئے گئے، ان کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جس وقت زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن کو wind up کیا گیا تو اس دوران 11 کروڑ 40 لاکھ روپے ان کے بقایا تھے لیکن یہ مجموعی طور پر 85 فیصد وصول ہو چکے ہیں اور 15 فیصد قرضے وصول نہیں ہوئے۔ جب یہ بند ہو گئی تو اس کے ایڈمنسٹریشن کا چارج پنجاب سیڈ کارپوریشن کے MD کو دیا گیا تھا۔ اس کی میرے پاس پوری تفصیل موجود ہے۔ اس بارے میں متعدد خطوط لکھے گئے ہیں کیونکہ جب recovery ہوتی ہے تو وہ لینڈ اینڈ ریونیو ایکٹ کے تحت ہوتی

ہے۔اس کی تمام collections کے بارے میں لکھ کر بھیجا ہے اور یہ رقم 11 کروڑ 40 لاکھ روپے تھی۔ اس میں حکومت پنجاب نے یہ کام کیا کہ اس میں 11 فیصد ٹیکس تھا، 2 فیصد LD ہوتا ہے وہ موجودہ چیف منسٹر نے معاف کر دیئے۔ایک ارب 25 کروڑ روپے کے interest بنتے تھے جو اس لئے معاف کر دیئے گئے تا کہ ان کو قرضہ واپس کرنے میں آسانی ہو۔ریونیو بورڈ اور کمشنر صاحبان کو لکھا ہے چونکہ یہ وصولی محکمہ زراعت سے متعلقہ نہیں ہے بلکہ یہ رقم محکمہ ریونیو نے وصول کرنی ہے۔یہ 57 فیصد چھوٹے کسان ہیں اور صرف 3 فیصد پانچ لاکھ سے اوپر کے ہیں۔ 85 فیصد وصول ہو چکے ہیں صرف 15 فیصد رہ گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ 85 فیصد وصولی محکمہ ختم ہونے سے پہلے کی گئی ہے۔اس کے بعد بارہ سال ہو گئے ہیں، میں بارہ سالوں کا پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس دوران انہوں نے کیا کارروائی کی ہے، کتنے وصول کئے ہیں اور کیا ہم اپنے ذاتی پیسے بھی اسی طرح بارہ سالوں کے لئے چھوڑ دیتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بتا سکتا ہوں کہ سیکرٹری ایگریکلچر کی طرف سے مورخہ 21-05-1999 کو متعلقہ کمشنر کو لیٹر لکھا گیا ہے، دوسرا لیٹر مورخہ 08-06-1999 کو تمام ڈپٹی کمشنر صاحبان کو لکھا گیا اور تیسرا لیٹر مورخہ 24-04-2001 کو لکھا گیا، پھر 21-06-2001 کو ڈپٹی کمشنر لودھراں کو لیٹر لکھا گیا۔جو خط و کتابت ہوئی ہے میرے پاس اس کی تعداد موجود ہے۔ تینتیس مرتبہ خط و کتابت کی ہے کیونکہ وصولی ڈسٹرکٹ کمشنر نے کرنی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کے ساتھ ایک میٹنگ کریں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ چونکہ اس میں محکمے devolve ہو گئے ہیں۔ ضلع ناظم آ گئے تھے اور DCO's ان کے ماتحت ہو گئے تھے جنہوں نے لاپروائی کی تھی۔یہ سارے پچھلے دور کے ہیں لیکن سیلاب کی وجہ سے تھوڑے مسائل آئے ہیں، اس میں 40 لاکھ روپے وصول ہوئے ہیں۔اب میں نے کہہ دیا ہے کہ مہم کو تیز کیا جائے اور انشاء اللہ بقایا جات بھی وصول ہو جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! منسٹر صاحب بتا رہے ہیں کہ 85 فیصد recovery کے بعد 15 فیصد recovery کے لئے انہوں نے ریونیو ڈیپارٹمنٹ کو بار بار لکھا بھی ہے کہ اب یہ ان سے میٹنگ کریں گے تو اس کے بعد House کو بتائیں گے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! ابھی ٹائم بتا دیں کہ کب تک یہ وصولیاں کر لیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ ان کو بتا دیں کہ کب تک recoveries کر لیں گے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو defaulter ہو جاتا ہے تو اس سے Land Revenue Act کے تحت وصولی کی جاتی ہے اب ہم وہ recoveries کر رہے ہیں۔ میں نے ایم ڈی سیڈ کارپوریشن کو کہہ دیا ہے کہ آپ ان اضلاع میں personally official visit کریں اور اس چیز کو focus کر کے recovery کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ دو تین ماہ میں اس کے بہت اچھے رزلٹ آئیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ جیسا کہ وزیر زراعت نے فرمایا ہے کہ یہ Land Revenue Act کے تحت recovery ہوتی ہے۔ اگر یہ Land Revenue Act کے تحت recovery ہوتی ہے اور یہ summary trial type recovery ہوتی ہے تو کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ بارہ سال میں Land Revenue Act کے تحت کتنے لوگوں سے recovery ہوئی ہے اور کتنے لوگوں کی زمین بیچ کر سرکاری خزانہ میں عوام کا پیسا واپس لایا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: Already اس حوالے سے انہوں نے بتا دیا ہے کہ ہم نے محکمہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کو لکھا ہے۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ بارہ سال میں کیا کسی ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے کسی شخص کے خلاف اس فرض کو پورا نہ کرنے پر کوئی ایکشن لیا گیا ہے کیونکہ یہ بھی تو حکومت کا کام ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بارہ سال ہمارے کھاتے میں نہ ڈالے جائیں، ہمیں تو دو تین سال ہوئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ دو تین سال ہمارے لئے بڑے امتحان کا دور تھا، یہ devolved departments تھے، وہاں پر ضلع ناظم اور ڈی سی او تھے وہ کسی چیز کی پروا نہیں کرتے تھے۔ یہ چونکہ گیارہ فیصد interest تھا اور دو

فیصد جنہیں LD charges or damages charges کہتے ہیں وہ بھی ان پر impose تھے۔ اب ان پر تو ایک ارب 25 کروڑ روپے interest تھا جو کہ چیف منسٹر نے معاف اس لئے کیا تھا تا کہ وہ اصل رقم واپس کر سکیں۔ اب حکومت پنجاب اس سلسلے میں دلچسپی لے رہی ہے اور اس میں 41 سے 44 لاکھ روپے وصول ہوئے ہیں آپ پچھلے گیارہ سال کی بات چھوڑیں میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ بھرپور کوشش کے ذریعے اس کو پوری طرح focus کیا ہوا ہے اور یہ recovery ضرور ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب اگلا سوال نمبر 4396 رانا بابر حسین صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے رانا بابر حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب قائم مقام سپیکر: جی! سوال نمبر بولیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! سوال نمبر 4396 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ساہیوال، ادارہ ریسرچ تمباکو یوسف والا میں بھرتیوں کی تفصیلات

*4396: رانا بابر حسین: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ادارہ ریسرچ تمباکو یوسف والا، ساہیوال میں یکم جنوری 2008 سے آج تک کتنے افراد کو کس کس پوسٹ پر بھرتی کیا گیا ان افراد کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، پتاجات، ڈومیسائل، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) یہ بھرتی کس کس مجاز اتھارٹی کی اجازت سے کی گئی؟

(ج) ان پوسٹوں پر بھرتی کے لئے کتنے افراد نے درخواستیں جمع کروائیں؟

(د) یہ بھرتی کن کن افسران کی زیر نگرانی ہوئی نیز میرٹ لسٹ کس طریق کار کے تحت مرتب کی گئی؟

(ہ) کتنے افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا اور کتنے افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا؟

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ادارہ ریسرچ تمباکو یوسف والا، ساہیوال میں یکم جنوری2008 تا مئی2009 کوئی بھرتی نہ ہوئی نیز شعبہ تحقیقات تمباکو کو جون2009 سے ادارہ تحقیقات آلو میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

(ب) کوئی بھرتی نہ کی گئی۔

(ج) چند اسامیوں کے لئے 84افراد نے درخواستیں جمع کروائیں تاہم ادارہ تحقیقات تمباکو کے مئی 2009 میں ختم ہو جانے کی وجہ سے کوئی بھرتی نہ ہوئی ہے۔

(د) کوئی بھرتی نہ کی گئی۔

(ہ) کوئی بھرتی نہ کی گئی۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ ادارہ ریسرچ تمباکو یوسف والا، ساہیوال میں یکم جنوری 2008 تا مئی2009 کوئی بھرتی نہ ہوئی نیز شعبہ تحقیقات تمباکو کو جون2009 سے ادارہ تحقیقات آلو میں تبدیل کر دیا گیا تو میرا ضمنی سوال ہے کہ اس تبدیلی کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! تمباکو کے بارے میں ویسے ہدایات ہیں کہ وہ صحت کے لئے مضر ہے۔ اس کی اتنی کوئی utility نہیں تھی اور اس کی بجائے آلو کی زیادہ افادیت ہے۔ اوکاڑہ، پاکپتن اور ساہیوال کے اضلاع آلو کے علاقے ہیں تو وہاں پر زیادہ بہتر تھا کہ بجائے تمباکو کے آلو کا ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنایا جاتا کیونکہ تمباکو کے بارے میں ویسے بھی رائے ہے کہ وہ مضر صحت ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا وزیر زراعت یہ بیان فرمائیں گے کہ یہ تو مانا کہ ادارہ ریسرچ تمباکو کے لئے تھا وہ آلو میں تبدیل ہو گیا، ظاہر ہے کہ آلو کے ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں تو کوئی بھرتی ہوئی ہو گی۔ یہ تمام سوالات جو تمباکو کی ریسرچ کے لئے دیئے گئے ہیں اور پوچھے گئے ہیں تو وہ سوالات آلو کی ریسرچ کے لئے منتقل کر دیئے جائیں اس حوالے سے آلو کی ریسرچ کے ادارے

میں بھی تو کوئی بھرتی ہوئی ہو گی تو کیا وزیر موصوف صاحب کچھ بیان فرمائیں گے کہ وہ کس بنیاد پر بھرتی کئے گئے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ وہاں پر کوئی بھرتی نہیں ہوئی اور جواب میں بھی لکھا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہاں پر کوئی بھرتی نہیں ہوئی، سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)،
مخدوم محمد ارتضیٰ اور محترمہ ساجدہ میر گزشتہ روز کا بائیکاٹ ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

کورم کی نشاندہی

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے لہذا کارروائی جاری رکھی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مخدوم محمد ارتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: مخدوم صاحب! یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ Question Hour کے دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ .This is no way اب اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 4729 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سبزی و پھل منڈیوں میں مختلف ٹیکسز کے ریٹس و اتھارٹی کی تفصیل

*4729: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور سبزی اور پھل منڈیوں میں فی بوری اور فی تھیلہ -/10روپے سے -/15روپے ٹیکس وصول کیا جاتا ہے جو آڑھتیوں نے اپنی مرضی سے مقرر کیا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سبزی منڈیوں میں موجود ٹیکس کا ریٹ آڑھتیوں اور پانڈی وغیرہ کے ساتھ مل کر طے کیا جاتا ہے؟

(ج) پنجاب حکومت سبزی اور پھل منڈیوں میں لائی جانے والی زرعی اجناس پر کس حساب سے ٹیکس وصول کرتی ہے؟

(د) سال09۔2008میں حکومت پنجاب نے پھل اور سبزی منڈیوں میں کس شرح سے زرعی اجناس پر ٹیکس عائد کیا، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) لاہور میں موجود پھل اور سبزیاں منڈیوں میں لائی جانے والی زرعی اجناس پر کون سی اتھارٹی، ریٹ اور ٹیکس مقرر کرتی ہے اور کس حساب سے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔آڑھتی (کمیشن ایجنٹ) کاشتکار کی جنس کو نیلامی کے ذریعہ فروخت کرواتا ہے اور کاشتکار سے پنجاب زرعی پیداواری منڈیوں کے قانون1978کے قاعدہ66کے مطابق درج ذیل شرح سے اپنی خدمات کا معاوضہ کمیشن کی صورت میں وصول کرتا ہے۔

(1) گندم اور دیگر خوردنی اجناس پر1.50فیصد

(2) پھلوں پر2.5فیصد اور

(3) سبزیوں پر3.12فیصد

اس قانون کے تحت کوئی بھی آڑھتی سبزی / پھل منڈی میں کسی بھی قسم کا اضافی ٹیکس وصول نہیں کر سکتا اور اس وقت ایسی کوئی شکایت بھی زیر التوا نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) پنجاب حکومت سبزی / پھل منڈیوں میں لائی جانیوالی زرعی اجناس پر کوئی ٹیکس وصول نہیں کرتی بلکہ مارکیٹ کمیٹیاں سبزی اور پھل منڈیوں میں لائی جانیوالی زرعی اجناس کی خرید وفروخت پر مارکیٹ فیس ایک روپیہ فی کوئنٹل بمطابق پنجاب زرعی پیداواری منڈیوں کے جنرل رول1979اور بمطابق پنجاب زرعی پیداواری منڈیاں آرڈیننس1978کے تحت صرف خریدار سے وصول کرتی ہیں۔

(د) حکومت پنجاب نے سال09-2008 میں پھل اور سبزی منڈیوں پر کوئی نیا ٹیکس عائد نہ کیا ہے۔

(ہ) پھل اور سبزی منڈیوں میں لائی جانیوالی زرعی اجناس پر حکومت پنجاب زرعی پیداواری منڈیوں کے قانون1978 کے تحت ریٹ اور ٹیکس مقرر کرتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ب)میں، میں نے پوچھا تھا کہ کیا سبزی منڈیوں میں ٹیکس کا ریٹ آڑھتیوں۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: No, point of order between Question Hour. آپ کو House کے decorum کا پتا ہونا چاہئے ؟ جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ کیا سبزی منڈیوں میں ٹیکس کا ریٹ آڑھتیوں کی مشاورت سے طے کیا جاتا ہے تو جواب آیا ہے کہ نہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ٹیکس کس کی مشاورت سے طے کیا جاتا ہے ؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر ضرور دوں گا لیکن after Question Hour.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ House کو غیر جمہوری طریقے سے چلا رہے ہیں۔۔۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میری معزز بہن نے جز(ب) کا پوچھا ہے تو جز(ب) کے مطابق۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! میرا خیال ہے کہ ابھی House میں لاء منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں اور کل یہاں پر جو بات ہوئی تھی کیونکہ میرے لئے تو سب معزز ممبران برابر ہیں اور ہم بار بار کہتے ہیں کہ Question Hour کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ مخدوم صاحب ابھی میرے پاس آئے تھے اور میں نے انہیں کہا ہے کہ اگر کوئی ایسی بات ہے تو ہم ایک منٹ آپ کو سن لیتے ہیں۔ جی، آپ to the point رہیں تاکہ پھر ہم اس ایجنڈے کے مطابق آگے چلیں۔ جی، بسراء صاحب!

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں۔ میں آپ سے پوائنٹ آف آرڈر پر جو بات کرنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ Custodian of the House ہیں، آپ اس House کو چلا رہے ہیں، آج کتنی بڑی بد قسمتی ہے کہ ہم نے کل یہاں پر اپنا بائیکاٹ ریکارڈ کروایا ہے اور ہم بائیکاٹ پر ہیں۔ آپ بے حسی کا عالم دیکھ لیجئے کہ آج تک تاریخ میں کبھی ایسے نہیں ہوا کہ اگر اپوزیشن بائیکاٹ پر گئی ہو تو آپ اپوزیشن سے dialogue بات کئے بغیر House کو چلائیں۔ ہم جمہوریت میں اپنا نقطہ نظر دیتے ہیں کہ ہمیشہ گورنمنٹ جاتی ہے اور جا کر dialogue کرتی ہے۔ آج یہاں پر بد قسمتی دیکھیں کہ House کو اپوزیشن کے بغیر چلایا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بسراء صاحب!

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ مجھے گزارش کرنے دیجئے پھر بعد میں بات کیجئے گا کیونکہ یہ بات میں ریکارڈ پر لانے کے لئے اندر آیا ہوں کہ آپ نے کل ایک کمیٹی بنائی تھی، وہ کمیٹی کسی اپوزیشن ممبر کے پاس نہیں گئی۔ کیا ہم نے جو جمہوریت بحال کرنے کے لئے قربانیاں دی تھیں اور جو پرویز مشرف کے خلاف کیا تھا وہ اس دن کے لئے کیا تھا؟۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بسراء صاحب! ایک منٹ میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ ملک احمد علی اولکھ صاحب اور چوہدری عبدالغفور صاحب کیا آپ کل اس کمیٹی کے ممبر تھے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں کمیٹی میں تھا۔ میں جواب دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ بھی تھے؟

ڈاکٹر اسد اشرف: جی۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ دے دیں۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری بات سُن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ، میں ابھی آپ کو floor دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

بسراء صاحب! کیا ہو گیا ہے؟ حوصلہ کریں۔ غزالہ سعد رفیق صاحبہ! آپ کو بھی بھیجا گیا تھا۔ اس حوالے سے House کو بتائیں۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! کل سپیکر صاحب نے ہم تین لوگوں کو ان کے پاس بھیجا تھا۔ اپوزیشن کی جتنی خواتین تھیں میری سب سے فرداً فرداً بات ہوئی تھی اور آخر میں

چودھری ظہیر الدین صاحب اور اشرف سوہنا صاحب سے بھی بات ہوئی تھی۔ خواتین کو کوئی اعتراض نہیں تھا، وہ کہہ رہی تھیں کہ جب ہمارے لیڈران چلے جائیں گے تو ہم بھی اندر آ جائیں گی۔ جب اشرف سوہنا اور چودھری ظہیر الدین صاحب سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہم House میں آئیں گے، اگر وہ بات جو پہلے یہاں پر discuss ہو رہی تھی دوبارہ نہیں کی جائے گی تو ہم نے یہ کہا کہ آپ کے ممبران اگر اس چیز کی surety دیں گے کہ وہ یہ بات شروع نہیں کریں گے تو ظاہر ہے پھر ہمارے ممبران بھی شروع نہیں کریں گے۔ میں، اولکھ صاحب اور اسد اشرف صاحب ہم تینوں فرداً فرداً سب سے ملے تھے، یہ بالکل غلط کہہ رہے ہیں کہ کوئی نہیں آیا تھا اور بات نہیں کی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اولکھ صاحب! اب آپ بات کر لیں کیونکہ آپ بھی اس کمیٹی میں تھے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں کئی دفعہ اس ایوان کا ممبر رہا ہوں۔ یہ House کی دیرینہ روایات ہیں کہ اگر اپوزیشن کسی issue پر agitate کر کے بائیکاٹ کرتی ہے تو پھر کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے وہ ان سے مذاکرات کر کے ایوان کو آگاہ کرتی ہے۔ کوئی بھی ممبر چاہے وہ اپوزیشن سے ہو یا حکومتی بنچ سے اگر احتجاجاً باہر جاتا ہے تو اس کو منانے کے لئے ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔ یہاں سپیکر صاحب نے کمیٹی بنائی تھی، میں، اسد اشرف اور ہماری محترمہ بہن بھی وہاں گئی تھیں۔ میری چودھری ظہیر الدین، اشرف سوہنا، تنویر اشرف کائرہ اور مخدوم صاحب سے بات ہوئی تھی اور وہاں پر اپوزیشن کے تمام دوست بھی موجود تھے۔ میں نے ان سے یہ گزارش کی کہ آپ نے ایک point پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے House سے واک آؤٹ کیا ہے۔ House کی روایت یہی ہے، پچھلی تمام traditions بھی اُٹھا کر دیکھ لیں کہ کسی point پر جب اپوزیشن بائیکاٹ یا واک آؤٹ کرتی ہے تو پھر اسے منانے کے لئے کمیٹی جاتی ہے۔ میں نے کہا کہ میں آپ کے پاس حاضر ہوں آپ ازراہِ نوازش House میں واپس آ جائیں۔ آپ نے جو مطالبے رکھے ہیں وہ میں سپیکر صاحب کو convey کر دوں گا اور ان کا کوئی حل نکالا جائے گا اور یہی طریقہ ہوتا ہے۔ احتجاج ریکارڈ ہو گیا ہے اس کے لئے یہ مشروط تو نہیں ہوتا کہ پہلے ہماری شرط تسلیم کی جائے۔ ان کی شرط یہی تھی کہ جو پہلے یہاں ایک issue بنا تھا وہ آئندہ repeat نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ شیخ صاحب ہم سے معافی مانگیں تو میں نے کہا کہ آپ واپس آ جائیں۔ میں یہ بات سپیکر صاحب کے نوٹس میں لاؤں گا اور اس کا کوئی حل نکال لیں گے۔ اس دِن کافی دیر میں نے ان سے request کی مگر پھر بھی وہ تشریف نہ لائے۔ یہی بات تھی۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں آپ کو بعد میں floor دیتا ہوں۔ اب بسراء صاحب! آپ بات کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کو assure کراتا ہوں کہ آج صبح سے کوئی نہیں آیا۔ اب جھوٹ کی سیاست کو ختم ہو جانا چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

مجھے بات کر لینے دیں، جب آپ نے بات کی میں بولا نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ روایت ہوتی ہے کمیٹی بنائی گئی، میری بہن نے خود کہا کہ کل ہم فرداً فرداً گئے ہیں۔ اپوزیشن لیڈر یہاں پر موجود ہیں، چودھری ظہیر الدین صاحب موجود ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: Leader of the Opposition آ گئے ہیں؟ میری تو صبح جب ثمینہ خاور حیات صاحبہ سے ٹیلیفون پر بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ Leader of the Opposition نے یہ کہا ہے کہ آپ بائیکاٹ جاری رکھیں۔ میں جب تک نہیں آؤں گا تب تک بات نہیں ہو گی۔ (شور و غل)

ایک منٹ، پلیز! یہ سپیکر کا فرض ہے کہ وہ بھی بات کرے۔ میں نے کمیٹی کے ممبران سے پوچھا کہ آپ کی بات کہاں پر ہوئی ہے اور آپ ان کو سپیکر چیمبر میں لے کر آ جائیں تو اس پر انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اب آپ آئے ہیں، میں ابھی کمیٹی کو باہر بھیج دیتا ہوں۔ کمیٹی کے جتنے ممبران ہیں وہ دوبارہ اپوزیشن کو منانے جائیں۔ اولکھ صاحب! آپ تو سوالوں کے جواب دے رہے ہیں، آپ رہنے دیں۔ غزالہ صاحبہ، چودھری عبدالغفور صاحب اور ڈاکٹر اسد اشرف صاحب اپوزیشن کو منانے جائیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! جیسا یہ کہہ رہے ہیں کہ Leader of the Opposition یا چودھری ظہیر الدین صاحب سے بات نہیں کی تو میں یہاں یہ اس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ شرط رکھی تھی کہ شیخ علاؤالدین صاحب معافی مانگیں۔ جب ہم نے ان سے کہا کہ انہوں نے کوئی ایسا قصور نہیں کیا کہ وہ معافی مانگیں تو پھر انہوں نے یہ کہا کہ معزز ممبر کی جو چیزیں ہیں، انہوں نے جو شیخ علاؤالدین کی طرف پھینکی تھیں وہ دے دیں، چونکہ وہ مال مسروقہ سارا میرے پاس تھا میں نے وہ ان کو واپس کر دیا۔ پھر خواتین نے یہ کہا کہ ہم اندر جانے کے لئے تیار ہیں مگر چودھری ظہیر الدین

صاحب نے یہ کہا کہ چونکہ اشرف سوہنا صاحب اس وقت opposition majority کو lead کر رہے ہیں تو آپ ان سے بات کریں۔اشرف سوہنا صاحب ساتھ ہی تھے، حامد ناصر چٹھہ صاحب، تنویر اشرف کائرہ صاحب بھی تھے اور دوست بھی موجود تھے۔ ہم نے ان سے بار ہا کہا کہ جمہوریت کے لئے ہی آ جائیں تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ایوان صدر سے یہ کہا گیا ہے، خاص طور پر اشرف سوہنا صاحب نے یہ کہا کہ میرا نام لے کر President نے یہ کہا ہے کہ اپنی اسمبلیوں اور جمہوریت کو بچائیں تو میں نے کہا کہ آپ وہاں سے جو ہدایت لے کر آئے ہیں آپ کا روّیہ تو بالکل اس کے برعکس ہے۔اس کے باوجود all the way from lobby to lift ہم ان کی request کرتے گئے لیکن انہوں نے چونکہ mind بنایا ہوا تھا اس لئے وہ واپس نہیں آئے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں، اب میں ان کی بات سُن لوں۔ جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اب آپ نے ہیر رانجھا اور لیلیٰ مجنوں کی ساری story سُن لی ہے، میری گزارش یہ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا کر رہے ہیں؟ یہ کمیٹی کے ممبر ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ stories سُنا رہے ہیں۔ابھی کمیٹی کو آپ نے کہا ہے کہ آپ جائیں، کمیٹی نے آپ کا حکم مانا ہے، یہ باہر گئے ہیں، ان سے پوچھیں کہ آج صبح سے ان میں سے کسی نے رابطہ کیا ہے ؟ میں صرف یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن constructive politics کرنا چاہتی ہے لیکن نیتاً گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ جو آج پنجاب کے اندر حالت ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب یہ بات آپ یہاں نہ کریں ناں! جی، کمیٹی کے ممبران ابھی باہر جائیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): ان سے پوچھیں کہ کیا انہوں نے بات کی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: بسراء صاحب! اب آپ بھی باہر تشریف لے جائیں، کمیٹی آپ سے مذاکرات کرنے آ رہی ہے۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! دیکھ لیں یہ ابھی تک نہیں گئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبرز حزب اقتدار محترمہ غزالہ سعد رفیق، ڈاکٹر اسد اشرف اور چودھری عبدالغفور اپوزیشن کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: غزالہ سعد رفیق صاحبہ جا رہی ہیں، ڈاکٹر اسد اشرف بھی جا رہے ہیں۔ آپ کو نظر نہیں آ رہے؟ اولکھ صاحب کو میں نے خود روکا ہے۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! میں اتنی سی گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ میرے نزدیک اس میں تھوڑی سی confusion ہو رہی ہے۔ یہاں پر اس چیز کا issue نہیں اٹھایا جا رہا ہے کہ منانے کے لئے کوئی باہر آیا ہے یا نہیں۔ اس کو ایک سائیڈ پر رکھ دیں۔ ہم صرف یہ گزارش کرنا چاہ رہے ہیں کہ کل یہاں جو incident ہوا اس کا تعین کیا جائے کہ کس کی طرف سے کس کا کتنا قصور بنتا ہے اور جس کا جو قصور بنتا ہے اس حساب سے اس کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ آپ اس کے لئے کوئی measures لے لیں تاکہ یہ مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں میں آپ کو ایک بات بتاؤں۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ذرا تشریف رکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بات صرف اتنی ہے کہ اس اسمبلی کے اندر تمام ممبران irrespective of کہ وہ کس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اس House کے معزز ممبر ہیں، اس House کی عزت ہے تو ان میں سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہے یا کسی ممبر کے استحقاق پر حملہ ہوا ہے تو Chair نے یہ بھی دیکھنا ہے لیکن آپ کو اپنے رویوں میں بھی تبدیلی لانا پڑے گی۔ میں ساری باتیں یہاں نہیں کرنا چاہتا۔ کمیٹی گئی ہوئی ہے اس کے بعد چیمبر میں جا کر بات کر کے اس کا کوئی حل نکالتے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب پوائنٹ آف آرڈر کا کام ختم ہو گیا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کی بات نہیں کر رہا، وہی بات جو پہلے ہو رہی ہے اس حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ کل اس اسمبلی میں جو واقعہ ہوا ہم سارے

لوگ اس کے گواہ ہیں۔ شیخ صاحب نے کوئی ایسی غلط بات نہیں کی صرف ضمنی سوال پر کھڑے ہوئے ہیں ان کی کوئی بات سُنی نہیں گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔ جو چیزیں شیخ صاحب پر پھینکی گئیں وہ House کی پراپرٹی ہیں۔ وہ اس House میں discuss ہونی چاہئیں اور وہ House کے ذریعے ہی واپس ہونی چاہئیں اور ان کی تفصیل بھی بیان کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا سوال چل رہا تھا۔ آپ کا اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اب اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام صاحب کا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز ممبر نے انجینئر قمر الاسلام راجہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیر علی خان!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 5005 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5005: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کتنے ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہیں اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں کیا یہ درست ہے کہ ایوب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ نے گندم کی چند نئی اقسام متعارف کروائی ہیں، اگر درست ہے تو وہ کون کون سی ہیں اور ان سے کتنے من فی ایکڑ کی پیداوار متوقع ہے؟

(ب) محکمہ زراعت ایگریکلچرل ریسرچ پر سالانہ کتنی رقم خرچ کر رہا ہے اور کیا اس رقم کا کچھ حصہ زراعت کی جدید اور اعلیٰ تعلیم کے لئے بھی مختص ہے اور اگر مختص ہے تو یہ کل زرعی بجٹ کا کتنے فیصد ہے؟

(ج) کپاس کی ریسرچ کون کون سے انسٹیٹیوٹ میں ہو رہی ہے اور کیا گزشتہ دو برسوں میں کپاس کی کچھ نئی اقسام متعارف کروائی گئی ہیں اور اگر کروائی گئی ہیں تو ان کی فی ایکڑ پیداوار کتنی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کے زیر انتظام اس وقت چوبیس انسٹیٹیوٹ پنجاب کے 9 اضلاع، فیصل آباد، چکوال، ساہیوال، سرگودھا، بھکر، پنڈی بھٹیاں، کالا شاہ کاکو، بہاولپور اور لاہور میں زرعی تحقیق کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔

جی ہاں! یہ درست ہے۔ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کے تحت گندم پر کام کرنے والے تحقیقاتی اداروں نے گندم کی مندرجہ ذیل نئی اقسام متعارف کروائی ہیں:۔

نام قسم	پیداواری صلاحیت فی ایکڑ	اوسط پیداوار فی ایکڑ
فیصل آباد- 08	67 من	46 من
لاثانی-08	62 من	43 من
سحر- 2006	70 من	40 من
شفق- 2006	60 من	42 من
چکوال- 50	60 من	40 من
بارس-09	55 من	40 من
معراج08	72 من	55 من

(ب) محکمہ زراعت تحقیق کے لئے برائے سال 10-2009 میں 38 کروڑ 46 لاکھ 45 ہزار روپے کا بجٹ مختص کیا گیا تھا۔

ایوب ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد زراعت کی جدید تحقیق کے لئے کام کر رہا ہے جبکہ زراعت کی جدید اور اعلیٰ تعلیم کے لئے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد اور بارانی یونیورسٹی راولپنڈی کام کر رہی ہیں جو کہ ایک نیم خود مختار ادارے ہونے کی حیثیت سے اپنے مالی معاملات خود پورا کرتے ہیں۔مزید برآں وفاقی حکومت اور ہائر ایجوکیشن کمیشن بھی ان کو سالانہ گرانٹس دے کر جدید زرعی تعلیم کے لئے مالی معاونت کرتے ہیں۔

(ج) پنجاب میں کپاس کی ریسرچ کے لئے "کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد" کے ماتحت مختلف سنٹر بہاولپور، ملتان، وہاڑی، ساہیوال، رحیم یار خان، جھنگ، سرگودھا، رائے ونڈ اور کوٹ چھٹہ میں کام کر رہے ہیں۔

گزشتہ سال 2009 میں کپاس کی نئی قسم CRSM-38 متعارف کروائی گئی، جس کی زیادہ سے زیادہ پیداوار 40 من فی ایکڑ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جز(ب) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ "محکمہ زراعت ایگریکلچرل ریسرچ پر سالانہ کتنی رقم خرچ کر رہا ہے اور کیا اس رقم کا کچھ حصہ زراعت کی جدید اور اعلیٰ تعلیم کے لئے بھی مختص ہے اور اگر مختص ہے تو یہ کل زرعی بجٹ کا کتنے فیصد ہے؟" اس کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بتائیں کتنے فیصد ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کے لئے ہماری دو یونیورسٹیاں کام کر رہی ہیں، ایک زرعی یونیورسٹی فیصل آباد، دوسری ARID University Rawalpindi ہے اور HEC اس کی funding کرتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے پوچھا ہے کہ اگر فنڈز مختص کئے گئے ہیں تو زرعی بجٹ کا کل کتنے فیصد ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! اس کے لئے کوئی مخصوص فنڈ تو نہیں ہے البتہ ریسرچ کے لئے پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ کو ایک ارب روپیہ دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ARID University کو 12 کروڑ روپے at one time دیئے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محکمہ کے افسران یہاں پر موجود ہیں آپ ان سے کہیں کہ ابھی آپ کو facts بتائیں۔ یہ سوال بڑا clear ہے اس لئے اس کا جواب آنا چاہئے۔ اتنی دیر میں ہم اگلا سوال take up کرتے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ تحقیق کے لئے برائے سال 10-2009 میں 38 کروڑ 46 لاکھ 45 ہزار روپے کا بجٹ مختص کیا گیا تھا۔ انہوں نے اس 38 کروڑ میں سے کوئی نیا بیج زمینداروں کے لئے متعارف کرایا ہے؟ انہوں نے بیجوں کے جو نام بتائے ہیں وہ تمام بیج پرانے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! ریسرچ ایک long term effort اور assignment ہوتی ہے۔ گزشتہ دور حکومت میں۔۔۔(شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: خاموشی اختیار کریں۔ Order in the House. معزز ممبران ادھر توجہ کریں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! پچھلے دور حکومت میں انچاس develop varieties ہوئی تھیں۔ موجودہ دور حکومت میں مختلف crops کے لئے باون varieties کی پنجاب سیڈ کونسل نے approval دی ہے۔ جس میں فیصل آباد 08، لاثانی 08، چکوال 50، گندم کی varieties بھی اسی دور میں approve ہوئی ہیں۔ مزید تین pipeline varieties میں ہیں جن کو جلد پیش کر دیا جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ بہتر results آئیں گے۔ اس کے علاوہ CP 246 sugarcane کی variety بھی develop کی ہے۔ اسی طرح ہم نے cotton اور rice کی varieties develop کی ہیں۔ ہم نے ان کو 38 کروڑ روپے کے فنڈ دیئے ہیں اس کے علاوہ پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ کو بھی ایک بلین روپے دیئے گئے ہیں جو کہ competitive grant system کے تحت allocate کئے گئے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ریسرچ پر چھ سات سال تو لگ جاتے ہیں۔ میں معزز ممبر کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس کے جلد اچھے results آئیں گے۔ حکومت نے اس پر بڑا focus کیا ہوا ہے اور ریسرچ اداروں کے لئے بڑی فراخدلی سے وسائل فراہم کئے جا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! 38 کروڑ روپے تو ریسرچ پر خرچ ہو گئے، انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ 2009 میں کاٹن کی ایک نئی CRSM 38 variety پیش کی ہے جس میں پانچ چھ سنٹروں کا نام بھی آیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2009 میں یہ variety پیش ہوئی ہے اب 2011 ہے کیا یہ کاشتکاروں کے لئے available ہے اگر ہے تو کس rate پر available ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو میرے خیال میں ایک نیا سوال بن جاتا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! انہوں نے اپنے جواب میں اس کا ذکر کیا ہے کہ ہم نے CRSM 38 variety متعارف کرائی ہے۔ یہ کہاں مل رہی ہے اور کس rate پر مل رہی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! تمام seeds available ہیں۔ آپ جتنے seeds چاہیں پنجاب سیڈ کارپوریشن کی طرف سے مل سکتے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! اس کا rate کیا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): 150/- روپے فی کلو گرام ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! کس سنٹر سے یہ available ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! پنجاب سیڈ کارپوریشن کے جتنے سنٹرز ہیں وہاں سے available ہیں اور اس کے علاوہ فیصل آباد ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں بھی موجود ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: کس rate پر؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): یہ 150/- روپے فی کلو گرام ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں! انہوں نے بتا دیا ہے، آپ تشریف رکھیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ "سیڈ مافیا" جو ایک لاکھ روپے سے ڈیڑھ لاکھ روپے میں cotton کا seed بیچ رہا ہے خدا کے لئے کاشتکاروں پر رحم کریں اور اسے کنٹرول کریں کیونکہ کاشتکار لوٹ مار کا شکار ہو رہا ہے اسے variety کا بھی پتا نہیں ہوتا کہ کون سی ہے مزید یہ کہ ڈیڑھ لاکھ روپے میں بوری بیچ رہے ہیں۔ (شور و غل)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہ بڑا اہم سوال ہے۔ House کو in order کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کیا ہو رہا ہے؟ .Order in the House

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہ انتہائی اہم سوال ہے۔ seed کے جتنے معاملات ہیں موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آتے ہی فیڈرل گورنمنٹ سے کہا ہے کہ Seed Act کو منظور کیا جائے۔ چونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا subject تھا۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: جو ممبر بات کرنا چاہتے ہیں وہ باہر لابی میں تشریف لے جائیں، House کے اندر order اور discipline کا خاص خیال رکھیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): کسی بھی crop کے لئے بیج انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا نازک issue ہے۔ پنجاب اسمبلی نے یہاں پر ایک resolution بھی پاس کی بلکہ چاروں صوبوں نے resolution پاس کر کے فیڈرل گورنمنٹ کے پاس بھیجی ہے کہ Seed Act بنایا جائے لیکن انہوں نے ابھی تک Seed Act منظور نہیں کرایا۔ تاہم آئین میں آٹھویں ترمیم کے بعد پنجاب حکومت اپنا Seed Act بنا رہی ہے۔ اس وقت 660 پرائیویٹ کمپنیاں seed بناتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک پنجاب سیڈ کارپوریشن ہے۔ اس کا جو criteria ہوتا ہے بیشتر سیڈ کمپنیاں اس معیار پر پورا نہیں اترتیں۔ اکثر سیڈ کمپنیاں جعلی ہیں، ان کے پاس زمین ہے اور نہ ہی وہ criteria پر پوری اترتی ہیں۔ یہ federal subject ہے اور Federal Seed Certification وفاق کا ادارہ ہے وہ ان سیڈ کمپنیوں کو رجسٹرڈ کرتا ہے پنجاب گورنمنٹ کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ تاہم میں نے Federal Seed Certification کے جو Director General ہیں ناصر شاہ ان کا نام ہے، میں نے ان سے personally ایک meeting کی ہے اور ابھی ہم نے یہ مہم چلائی ہے جس سے ہم نے کافی مقدار میں cotton seed جو صحیح نہیں تھا اسے confiscate کیا ہے، علاوہ ازیں ہم نے اس کے لئے واضح directions دی ہیں کیونکہ ابھی ہم cotton crop sowing میں جا رہے ہیں۔ اس پر جو ایک label in truth ہوتا ہے یعنی ہر seed bag پر یہ لکھا ہو کہ کتنے فیصد کی germination ہے یعنی بیج شرح نمو کیا ہے اس میں کون سی variety ہے۔ تمام information، seed bag پر موجود ہو۔ اس پر سختی سے کام کیا جا رہا ہے ویسے یہ کام تو فیڈرل گورنمنٹ کا ہے، Federal Seed Certification کا ہے لیکن چونکہ 80 فیصد زراعت پنجاب میں ہے اس لئے اپنے طور پر محکمہ زراعت اور وزیر زراعت نے اس پر focus کیا ہوا ہے۔ ہم ان کمپنیوں کو بھی نکالنا چاہتے ہیں جو پہلے سے فیڈرل گورنمنٹ نے منظور کی ہوئی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد ججہ): جناب والا! میرا ابھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک سوال پر تین سے زیادہ ضمنی سوالات کی اجازت نہیں ہوتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد ججہ): جناب والا! یہ ایک بہت اہم issue ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد جھ): جناب والا! یہ اصول آپ کے اپنے ہیں ان میں variation ہوتی رہتی ہے۔ میں اپنے ضمنی سوال میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جیسا کہ میرے دوست ممبر احمد خان بلوچ نے بھی یہی نکتہ اٹھایا ہے کہ جب بھی کوئی نئی variety ریسرچ سنٹر approve کرتا ہے سب سے پہلے وہ seed، "سیڈ مافیا" کے پاس پہنچ جاتا ہے حالانکہ گورنمنٹ کے ادارے سیڈ کارپوریشن کے پاس بھی وہ نہیں ہوتا۔ جس کے نتیجہ میں "سیڈ مافیا" black میں seed کسانوں کے پاس بیچتا ہے اور ان کو لوٹتا ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو نئی variety approve ہوئی ہے اس کا خاطر خواہ حصہ سیڈ کارپوریشن کے پاس موجود ہے اور کیا وہ کاشتکاروں کو بھی مل سکتا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چودھری صاحب نے بہت اچھا سوال کیا ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ breeder بیج کی نئی variety cross کے ذریعے تیار کرتا ہے پھر اس کا pre-basic seed بنتا ہے اس کے لئے ہمارے پاس سیڈ کارپوریشن کے فارم ہیں وہاں basic seed بنتا ہے پھر اسے multiply کر کے maximum تعداد میں بیج تیار کرتے ہیں۔ جتنی بھی approved varieties ہوئی ہیں ان کا sufficient seed ہمارے پاس موجود ہے۔ پنجاب کا جو بھی کاشتکار بیج لینا چاہے اسے پنجاب سیڈ کارپوریشن اور ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ سے تمام بیج دستیاب ہیں ان میں چاہے شوگر کین ہے، چاہے کاٹن ہے یا wheat ہے، تمام بیج available ہیں جتنی مقدار میں لینا چاہیں گے میسر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ایک نہایت اہم سوال ہے کہ ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ ایک ریسرچ کا ادارہ ہے اور پھر اس کے ذیلی ادارے بھی ہیں ان پر کچھ خرچ بھی آتا ہے اسے جو 46 کروڑ روپے کی رقم دی گئی ہے یہ رقم ان کی establishment پر خرچ ہوتی ہی ہے۔ میرا یہ سوال ہے کہ اس ادارے کو promote کرنے کی بجائے اس پر کچھ لوگوں کی دلداری اور انہیں کھپانے کے لئے corporate قسم کی ریسرچ پر ایسے لوگ بٹھا دیئے گئے ہیں تو وزیر موصوف بتائیں کہ ان پر کتنا خرچ ہو رہا ہے اور ان کی کارکردگی کیا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ general discussion ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاں۔ یہ ایک نیا سوال ہے، یہ ضمنی سوال میں نہیں آتا۔ تشریف رکھیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چنیوٹی صاحب! تشریف رکھیں۔ اس پر بہت ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ اب اگلے سوال پر آنے دیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میرا بڑا ضروری سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سب ضروری ہوتے ہیں لیکن آپ لوگوں نے ایک rule بنایا ہے کہ ایک سوال پر تین سے زیادہ ضمنی سوال نہیں ہوں گے اور اس پر تین سوال ہو چکے ہیں۔ تشریف رکھیں۔ بہت شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 5153 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر رانا تنویر احمد ناصر نے معزز خاتون ممبر محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر سوال دریافت کیا۔)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا۔ مارکیٹ کمیٹیوں کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*5153: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سرگودھا میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال 08-2007 اور 09-2008 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ج) ہر مارکیٹ کمیٹی کا کتنا رقبہ ہے؟

(د) ہر مارکیٹ میں کتنی دکانیں کس کس جگہ ہیں؟

(ہ) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی دکانیں کس طریق کار کے تحت کرایہ / رینٹ / لیز پر دی جاتی ہیں؟

(و) ان دکانوں سے سالانہ کتنی آمدن ہوتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں کل پانچ مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جو درج ذیل جگہ پر ہیں:۔

1- مارکیٹ کمیٹی سرگودھا 2- مارکیٹ کمیٹی بھلوال

3- مارکیٹ کمیٹی سلانوالی 4- مارکیٹ کمیٹی پھلروان

5- مارکیٹ کمیٹی کوٹ مومن

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال08-2007اور09-2008کی کل آمدن 3کروڑ 24لاکھ 28ہزار 671روپے اور کل اخراجات 3کروڑ 78لاکھ 7ہزار 21روپے ہے۔دونوں سالوں کی آمدن اوراخراجات کی تفصیل اس طرح سے ہے:-

سال08-2007کی آمدن اوراخراجات

نمبر شمار	نام مارکیٹ کمیٹی	آمدن (روپوں میں)	اخراجات (روپوں میں)
1	سرگودھا	ایک کروڑ21لاکھ62ہزار732	ایک کروڑ19لاکھ6ہزار171
2	بھلوال	11لاکھ96ہزار100	29لاکھ56ہزار151
3	پھلروان	8لاکھ21ہزار795	8لاکھ32ہزار981
4	سلانوالی	12لاکھ16ہزار729	15لاکھ87ہزار319
5	کوٹ مومن	16لاکھ41ہزار197	13لاکھ5ہزار700

سال09-2008کی آمدن اوراخراجات

نمبر شمار	نام مارکیٹ کمیٹی	آمدن (روپوں میں)	اخراجات (روپوں میں)
1	سرگودھا	82لاکھ78ہزار67	ایک کروڑ20لاکھ70ہزار692
2	بھلوال	46لاکھ74ہزار742	41لاکھ57ہزار266
3	پھلروان	3لاکھ47ہزار701	3لاکھ72ہزار694
4	سلانوالی	11لاکھ70ہزار980	13لاکھ74ہزار106
5	کوٹ مومن	9لاکھ18ہزار628	12لاکھ43ہزار941

(ج) مارکیٹ کمیٹی سرگودھا

مارکیٹ کمیٹی سرگودھا کا نوٹیفائیڈ ایریا تحصیل سرگودھا، تحصیل شاہ پور اور تحصیل سلانوالی کے تھانہ سلانوالی کے آٹھ چکوک 111تا118شمالی پر مشتمل ہے۔

مارکیٹ کمیٹی بھلوال

مارکیٹ کمیٹی بھلوال کا نوٹیفائیڈ ایریا، تھانہ بھلوال اور تھانہ بھیرہ پر مشتمل ہے۔

مارکیٹ کمیٹی سلانوالی

مارکیٹ کمیٹی سلانوالی کا نوٹیفائیڈ ایریا میں تحصیل سلانوالی اور تحصیل ساہیوال پر مشتمل ہے۔

مارکیٹ کمیٹی پھلروان

مارکیٹ کمیٹی پھلروان کے نوٹیفائیڈ ایریا میں تحصیل بھلوال کا تھانہ میانی اور تھانہ پھلروان (ماسوائے چک نمبر5)اور تھانہ بھلوال کا صرف ایک گاؤں چک نمبر 8 MLشامل ہے اور

تحصیل کوٹ مومن میں 4 گاؤں (چاؤوالی، ہجن، اوپی اور کوٹ راجہ)اور تھانہ میلہ کے آٹھ گاؤں (بچہ کلاں، واں میانہ، بھابڑہ اور حماں، جھولپور، بنگلہ، چک نمبر18، میرڑے اور عمرانے)شامل ہیں۔

مارکیٹ کمیٹی کوٹ مومن

تحصیل کوٹ مومن کے کل120 دیہات میں سے 96 دیہات مارکیٹ کمیٹی کوٹ مومن میں شامل ہیں۔

(د) مارکیٹ کمیٹی سرگودھا میں کل117 دکانیں ہیں جو درج ذیل مقامات پر واقع ہیں:-

1- غلہ منڈی سرگودھا(14 دکانیں)
2- کباڑی بازار سرگودھا(34 دکانیں)
3- سلانوالی روڈ سرگودھا(1 گودام)
4- نئی سبزی منڈی سرگودھا(ایک عدد ڈاکخانہ بلڈنگ)
5- فیڈر مارکیٹ بھاگٹانوالہ(50)
6- فیڈر مارکیٹ46اڈا(13 دکانیں)

مارکیٹ کمیٹی سلانوالی

1- غلہ منڈی سلانوالی(6عدد گودام)

مارکیٹ کمیٹی پھلروان

1- غلہ منڈی پھلروان(22 دکانیں)

(مارکیٹ کمیٹی بھلوال اور کوٹ مومن کی اپنی کوئی دکان نہ ہے۔)

(ہ) متعلقہ مارکیٹ کمیٹی جب بھی اپنی پراپرٹی کرایہ /لیز،پٹہ /ٹھیکہ پر دینا چاہتی ہے تو سب سے پہلے دفعہ 14 کے تحت گورنمنٹ سے منظوری لیتی ہے۔گورنمنٹ نے اس امر کے لئے ڈی سی او کی سربراہی میں نیلام /آکشن کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے جو کہ منظوری کے بعد نیلامی کے لئے کارروائی کرتی ہے۔

(و) ان تمام مارکیٹ کمیٹیوں کی دکانوں سے سالانہ آمدن اس طرح سے ہے:-

نام مارکیٹ کمیٹی	آمدن (روپوں میں)
1-سرگودھا	10لاکھ25ہزار388
2-پھلروان	ایک لاکھ2ہزار732
3-سلانوالی	ایک لاکھ8ہزار108

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جز(ب) میں جو آمدن اور اخراجات کا گوشوارہ دیا گیا ہے اس کے مطابق سال 08-2007 میں بھلوال مارکیٹ کمیٹی کی آمدن 11 لاکھ روپے اور اخراجات 29 لاکھ روپے، پھلروان مارکیٹ کمیٹی آمدن 8لاکھ 21ہزار روپے اور اخراجات 8لاکھ 32ہزار روپے۔ اسی طرح سیریل نمبر4 پر سلانوالی ہے وہ بھی خسارے میں ہے، سال09-2008 میں سرگودھا مارکیٹ کمیٹی پہلے منافع بخش تھی لیکن اب وہ بھی خسارے میں چلی گئی ہے، پھلروان مارکیٹ کمیٹی خسارے میں ہے سلانوالی مارکیٹ کمیٹی خسارے میں ہے اور کوٹ مومن مارکیٹ کمیٹی بھی خسارے میں جا رہی ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ پھلروان مارکیٹ کمیٹی کی08-2007 میں آمدن 8لاکھ اور اخراجات 8لاکھ 32ہزار تھے۔ سال09-2008 میں اس کی آمدن یکدم 3لاکھ 47ہزار اور اخراجات 3لاکھ 72ہزار روپے۔ اس میں اتنا تفاوت کیوں ہے اور ان مارکیٹ کمیٹیوں کو منافع بخش بنانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کی فیس ایک روپیہ per quintal ہے، چاہے وہ grain ہو، vegetable ہو یا فروٹ ہو لیکن سب کا ہی ایک روپیہ per quintal ہے۔ جو بھی کسان اپنی پیداوار وہاں لے جاتا ہے اس کی پیداوار پر سو کلو گرام پر ایک روپیہ ہے، collection تھوڑی ہے اس کے علاوہ ان کی لائسنس فیس ہے۔ اب ہم نے اسے revise کیا ہے چونکہ تنخواہیں زیادہ ہیں، عملہ زیادہ ہے اور عملے کی تنخواہوں کی وجہ سے اخراجات زیادہ ہیں اور آمدنی کم ہے۔ اب اسے enhance کر کے بڑی فیکٹریوں، شوگر ملوں اور فلور ملوں کی لائسنس فیس پانچ ہزار روپے کی گئی ہے اور آڑھتیوں کی لائسنس فیس -/1500 روپے کی گئی ہے اس سے آمدنی بہتر ہوگی اور recovery بھی بہتر ہوگی اور اب کمی کی بجائے اس میں منافع ہوگا۔ میں نے سلانوالی مارکیٹ کمیٹی کی انکوائری hold کروائی ہوئی ہے اگر اس میں کوئی کرپشن ثابت ہوئی تو انکوائری کی روشنی میں کارروائی کی جائے گی لیکن اس میں صرف تنخواہیں ہیں ان کے علاوہ کوئی ایسے اخراجات نہیں ہیں۔ تنخواہیں زیادہ ہیں اور آمدنی کم ہے۔ کم آمدنی کا یہ موجب ہے کہ ایک روپیہ per quintal فیس کم تھی اسے revise کیا جا رہا ہے اور مارکیٹ سسٹم پر نئے قوانین بنائے جا رہے ہیں اور اس میں improvement آئے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں پہلے سوال میں سیڈ سے متعلق اپنا سوال add کرنا چاہتا تھا کہ میری معلومات کے مطابق پاکستان کا سیلا چاول پوری دنیا کا نمبر one ہے لیکن انڈیا نے کوشش کر کے اسے international level پر انڈین چاول کے طور پر شناخت کروایا ہے اور اپنے نام سے رجسٹرڈ کروا

لیا ہے۔ سرگودھا کا کینو پوری دنیا کا مشہور ترین پھل ہے اور اس جیسا کینو کہیں نہیں ملتا لیکن انڈیا اور دوسرے ممالک کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اس کینو کو اپنے ملک کے نام سے رجسٹرڈ کروالیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا محکمہ زراعت اس سلسلے میں کوئی پیشرفت کر رہا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محکمہ زراعت کا کام تو ہر فصل پر نئی agronomy دینا کہ فصل کس طرح بڑھائی جا سکتی ہے اور پیداوار بڑھانا ہے لیکن import and export کا کام ہے تو وفاقی حکومت کا ہے اور صوبائی حکومت import and export پر کچھ نہیں کر سکتی چونکہ چاول export ہوتا ہے اور یہ ذمہ داری وفاقی حکومت کی ہے لہذا یہ صوبائی حکومت کا subject نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ انجم صفدر: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کا جز (د، واورہ) ہے، ہر مارکیٹ میں کتنی دکانیں ہیں اور یہ دکانیں کس طریق کار rent/lease پر دی جاتی ہیں، ان دکانوں کی سالانہ آمدنی کتنی ہے۔ اس کے جواب میں سرگودھا اور بھلوال کی سالانہ آمدنی بیان کی گئی ہے۔ میں جاننا چاہتی ہوں کہ سرگودھا کی آمدنی 10 لاکھ 25 ہزار کتنے سالوں سے ہے، کیا دس سالوں سے یہی آمدنی ہے حالانکہ طریق کار یہ ہے کہ ہر سال کرائے میں دس فیصد اضافہ ہوتا ہے یا تین سال بعد 25 فیصد اضافہ کیا جاتا ہے کیا یہ اس حساب سے ان سے کرایہ وصول کیا جا رہا ہے یا یہ دس سال سے وہیں پر fix ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اگر وہاں کی پراپرٹی یا دکانیں لیز یا پٹے پر دینی ہوں تو اس کے لئے ڈپٹی کمشنر کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے، اس کمیٹی کے ممبران میں EAD ایگریکلچر، EAD مارکیٹنگ اور ایڈمنسٹریٹر ہیں۔ وہ کمیٹی تعین کرتی ہے اور دکانیں نیلامی کے ذریعے کرائے پر دی جاتی ہیں۔ محترمہ نے جو آمدنی بڑھانے کی بات کی ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ چونکہ اس کا ریٹ مقرر ہے تو اس میں جتنی پیداوار آئے گی، جتنی vegetables and grain آئیں گی اس کی فیس مقرر ہے، اس کے ذرائع آمدن میں ایک تو لائسنس فیس ہے دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ مارکیٹ میں جو پیداوار آتی ہے اس پر ایک روپیہ per quintal ہے اور اسی حساب سے وصولی ہو رہی ہے اور اسی حساب سے وصولی ہوتی ہے۔ سیکشن 14 کے تحت جو قوانین ہیں ان کے مطابق عمل ہو رہا ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! کیا ان دس سالوں میں یہی آمدنی آرہی ہے یا اس میں اضافہ بھی ہوا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سرگودھا میں دکانیں پانچ سال کے لئے کرائے پر دی گئی تھیں اب ہر سال دس فیصد اضافے کے ساتھ کرایہ وصول کیا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، راناصاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ تنخواہیں بڑھ جانے سے اخراجات میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ فارم کی out put بھی بڑھ گئی ہے اور فصلوں کے ریٹ بھی بہت بڑھ گئے ہیں تو جو تبدیلی لائی جا رہی ہے کیا وہ percentage based ہو گی یا ایک دفعہ پھر یہ فی من کے حساب سے ایک یا دو روپے ہوں گے۔ میری تجویز ہے کہ اگر اس کو percentage کے حساب سے کر دیا جائے تو جیسے قیمتوں میں اتار چڑھاؤ ہو گا ان کی آمدن میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا تو کیا ان کا ارادہ ہے کہ بجائے اس پر ایک fix rate کرنے کے percentage کے حساب سے کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! آپ کا سوال تو ٹھیک ہے لیکن اس کے ساتھ relevant نہیں بنتا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں ان کی آمدنی بڑھانے کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو کسان اپنی پیداوار vegetables and grain مارکیٹ میں لاتا ہے تو اس پر کسان نے مارکیٹ کمیٹی کو ایک روپیہ per quintal دینا ہے۔ اس بارے میں بہت سارے لوگوں کی رائے ہے کہ یہی ایک روپیہ رہنا چاہئے لیکن کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ یہ percentage کے حساب سے ہو۔ چونکہ کمیشن percentage کے حساب سے ہے، گنا اور بھوسے پر کمیشن ایک روپیہ پچاس پیسے ہے، سبزیوں پر تین روپے بارہ پیسے اور پھل پر دو روپے پچاس پیسے کمیشن ہے اور یہ percentage کے حساب سے ہے لیکن پیداوار پر وصولی ایک روپیہ per quintal ہے یہ ابھی تک تبدیل نہیں ہوئی لیکن ہم اسے تبدیل کرنے کے لئے قانون سازی کر رہے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مہر اشتیاق صاحب!

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! یہاں جواب کے جز (د) میں لکھا ہوا ہے کے غلہ منڈی سرگودھا میں 14 دکانیں ہیں، فیڈر مارکیٹ اڈا میں 13 دکانیں ہیں تو کیا یہ مارکیٹ کمیٹی کی definition میں آتی ہیں، کیا آپ انہیں پانی، لیٹرین اور دوسری سہولتوں کے حوالے سے facilitate کرتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مارکیٹ کمیٹی کے فرائض میں یہ چیز شامل ہے کہ وہاں پر صحت و صفائی کا خیال رکھے۔ سبزی منڈی یا غلہ منڈی میں جو لوگ آتے ہیں یا جو جانور بار برداری کے لئے لائے جاتے ہیں ان کے لئے سائے، پانی اور سٹریٹ لائٹس کا انتظام کرنا بھی مارکیٹ کے فرائض میں شامل ہے اگر کوئی مارکیٹ کمیٹی یہ فرائض سرانجام نہیں دے رہی تو اس کی شکایت کی جائے محکمہ کی طرف سے اس کے خلاف فوری طور پر کارروائی کی جائے گی۔ مارکیٹ کمیٹی کو جو collection ہوتی ہے وہ سارے funds انہی مقاصد کے لئے خرچ کئے جاتے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں لاہور کی مثال دینا چاہوں گا کہ یہاں پر عام دکانوں سے بھی مارکیٹ کمیٹی کے لوگ فیس وصول کرتے ہیں۔ جہاں پر مارکیٹ کا کوئی concept نہیں ہے وہاں پر جا کر بھی مارکیٹ کمیٹی کے لوگ فیس وصول کرتے ہیں۔ جہاں پر ایک خاص دائرے کے اندر آپ نے مارکیٹ کمیٹی بنائی ہے، جہاں پر لوگوں کو facilitate کیا گیا ہے وہاں سے تو یہ اپنی فیس وصول کریں لیکن عام دکانداروں سے مارکیٹ کمیٹی کے اہلکار کیوں فیس وصول کرتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! لاہور میں ضلعی حکومت ان کو operate کرتی ہے۔ ٹیکس لگانا، فیس وصول کرنا، دکانداروں کے چالان کرنا یا اتوار بازاروں کا انتظام کرنا یہ ساری management ضلعی حکومت کے پاس ہے۔ اس میں مارکیٹ کمیٹی کا کردار صرف اتنا ہے کہ انہوں نے rate list دینی ہوتی ہے۔ باقی چالان، وصولی وغیرہ کا سارا کام ٹی ایم اے اور ضلعی حکومت کرتی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن اور اخراجات میں جو comparison پیش کیا گیا ہے اس میں وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ "تنخواہوں میں اضافہ کی وجہ سے اخراجات زیادہ ہوئے ہیں" تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ تنخواہوں میں اضافہ یا leakage ہے، اگر leakage ہے تو اسے کنٹرول کرنے کے لئے محکمہ کیا اقدامات سوچ رہا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پچاس فیصد تنخواہیں بڑھی ہیں اور سٹاف بھی بہت زیادہ ہے۔ پچھلے پندرہ سالوں سے جو بد نظمی پیدا ہو چکی ہے اسے ٹھیک کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جہاں پر پانچ آدمیوں کی ضرورت ہے وہاں پر دس لوگ کام کر رہے ہیں اور ہماری مجبوری یہ ہے کہ ہم ان اضافی پانچ آدمیوں کو نکال نہیں سکتے۔ تنخواہیں بڑھنے کی وجہ سے اخراجات بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ آمدن بڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں خود پنجاب کے مختلف اضلاع میں گیا ہوں۔ بہت سارے لوگوں کو suspend کیا گیا، ان کے خلاف کارروائی کی گئی اور بہت سارے لوگوں کو نوکری سے بھی نکالا گیا ہے۔ اب بھی اگر کہیں سے leakage کی اطلاع موصول ہوئی تو میں وہاں پر خود جاؤں گا اور ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ ہمارے اقدامات کی وجہ سے بہت زیادہ اصلاح ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

باغ جناح لاہور کے انتظام و انصرام کی تفصیلات

*5234: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ باغ جناح لاہور کا انتظام و انصرام محکمہ زراعت کے سپرد ہے اور یہاں پر کام کرنے والے ملازمین کی تنخواہیں بھی محکمہ زراعت ادا کر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ باغ جناح کو محکمہ زراعت کے بجائے پی ایچ اے کے سپرد کرنے کا کوئی فیصلہ کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پی ایچ اے نے اپنا ایک افسر باغ جناح میں تعینات کر رکھا ہے، کیا باغ کی منتقلی کا کوئی نوٹیفکیشن ہو چکا ہے یا نہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ باغ جناح لاہور کا انتظام و انصرام (Parks & Horticulture Authority) PHA کے سپرد ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔ باغ جناح کو محکمہ زراعت کی بجائے پی ایچ اے کے سپرد کرنے کا فیصلہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے مورخہ 09-07-18 کو کیا جس کے مطابق باغ جناح کے صرف مالی انتظامات برائے سال 10-2009 کے اختتام تک محکمہ زراعت کے سپرد رہے۔

(ج) جی ہاں، یہ بھی درست ہے کہ پی ایچ اے نے اپنا ایک افسر "ڈائریکٹر باغ جناح" تعینات کر رکھا ہے۔ باغ جناح کی منتقلی کا باقاعدہ نوٹیفکیشن مورخہ 10-04-06 کو ہوا۔

فیصل آباد۔ چک نمبر 196 آر۔ بی کے کھالا جات کی پختگی

*5925: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا فیصل آباد کے چک نمبر 196 آر۔ بی میں کھالا جات پختہ کرنے کا کوئی منصوبہ ہے؟

(ب) کتنے کھالا جات ابھی تک پختہ کئے جا چکے ہیں اور باقی کب تک پختہ کر دیئے جائیں گے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں!

(ب) چک نمبر 196 آر۔ بی کی زرعی زمین کو صرف تین ہی کھالا جات سیراب کرتے ہیں جو حکومتی پالیسی کے مطابق پختہ ہو چکے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

کھالہ نمبر	سال	نام پراجیکٹ	پکا	نکہ جات	پلیاں
41000/TL	1984–85	فورتھ ڈرینج	537 میٹر	21	2
41000/TR	1989–90	۔ایضاً۔	1450 میٹر	26	1
41000/TF	2003-04	این ڈی پی	2170 میٹر	60	-

سال 10-2009، اصلاح کھالا جات پروگرام کی تفصیلات

*6002: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں سال 10-2009 میں وفاقی حکومت کے "اصلاح کھالا جات پروگرام" کے تحت وفاقی ترقیاتی پروگرام (PSDP) کے تحت فنڈ مختص کئے ہیں، اگر ہاں تو کتنے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب تک پورے فنڈز حکومت پنجاب کو فراہم نہ ہو سکے جس کی وجہ سے یہ منصوبہ تاخیر کا شکار ہو گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ منصوبہ کب تک تکمیل کو پہنچے گا نیز اس منصوبے کے تحت کتنے کھالا جات کو پختہ کیا جائے گا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ مالی سال 10-2009 کے دوران وفاقی حکومت نے PSDP کے تحت 4۔ ارب روپے مختص کئے تھے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔ اب تک صوبائی حکومت کو صرف 2۔ ارب 57 کروڑ 50 لاکھ روپے وصول ہوئے ہیں۔

(ج) وفاقی حکومت کی طرف سے بروقت فنڈز کی دستیابی نہ ہونے کی وجہ سے مطلوبہ ہدف مالی سال 10-2009 میں حاصل نہ ہو سکا۔ اب وفاقی حکومت نے اصلاح کھالاجات منصوبہ کی توسیع 30۔ جون 2011 تک کر دی ہے۔ جس کے دوران گزشتہ مالی سال کے ہی فنڈز کو استعمال کرتے ہوئے مزید 3000 کھالاجات کو پختہ کیا جائے گا۔

ضلع لاہور کی مارکیٹ کمیٹیوں اور ممبران کی تعداد و تفصیل

*6078: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور کی مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین کتنے ہیں؟

(ب) ضلع لاہور کی مارکیٹ کمیٹیوں کے کل کتنے ممبران ہیں، ممبران کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں اس وقت پانچ مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جن میں چیئرمین کی بجائے پانچ ایڈمنسٹریٹرز تعینات ہیں۔

(ب) ضلع لاہور میں پانچ مارکیٹ کمیٹیوں کے ممبران کی منظور شدہ کل تعداد 57 ہے۔ چونکہ لاہور میں اس وقت مارکیٹ کمیٹیوں کی تشکیل نہ ہوئی ہے لہذا ان کے ناموں کی تفصیل مہیا نہیں کی جا سکتی۔

قصور سٹی، سبزی وفروٹ منڈی شہر سے باہر منتقل نہ کرنے کا معاملہ

*6135: محترمہ شگفتہ شیخ: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ قصور سٹی کی سبزی منڈی شہر سے باہر منتقل کی جارہی ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ جس جگہ نئی سبزی وفروٹ منڈی بنائی جارہی ہے اس جگہ پر ٹنیریوں کا گندہ اور کینسر زدہ پانی گزرتا ہے جو کہ مزید بیماریاں پھیلانے کا باعث بن سکے گا؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ نئی سبزی وفروٹ منڈی کے خلاف سبزی منڈی کے آڑھتیوں، شہر کی تنظیموں اور عوامی نمائندوں نے احتجاجی مہم شروع کر رکھی ہے، کیا حکومت قصور سے سبزی منڈی منتقل نہ کرنے پر نظر ثانی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیرزراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) جی نہیں! یہ درست نہیں ہے۔ جس جگہ منڈی کا رقبہ ہے اس سے تقریباً3 سے 4 فرلانگ پر کروڑوں روپے کی لاگت سے ٹریٹمنٹ پلانٹ لگا ہوا ہے اور منڈی سے تقریباً1100 فٹ دور مین روڈ پر treated water ایک پکے نالے کی صورت میں گزرتا ہے اور اس علاقہ کے زمیندار یہ پانی اپنی فصلوں کو بھی دے رہے ہیں جس سے فصلیں سرسبز وشاداب ہو رہی ہیں اور فالتو پانی تقریباً6 کلو میٹر دور جاکر روہی نالہ میں گرتا ہے۔

(ج) موجودہ منڈی کے چند آڑھتیوں نے نئی منڈی کی تعمیر رکوانے کے لئے لاہور ہائی کورٹ میں کیس فائل کیا ہوا ہے لیکن معزز عدالت نے اس کی تعمیر روکنے کے لئے کوئی حکم امتناعی جاری کیا ہے اور نہ کسی تنظیم کی احتجاجی مہم مارکیٹ کمیٹی کے نوٹس میں ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے بھی اس سبزی منڈی کی منتقلی روکنے کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے کیونکہ یہ عوام اور آڑھتیوں، دونوں کے مفاد میں ہے۔

زمینداروں کی سہولت کے لئے ٹیوب ویلوں کی امدادی سکیم کا اجراء

*6249: جناب طاہر اقبال چودھری: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ میں پانی کی قلت دور کرنے اور زمینداروں کی سہولت کے لئے ڈیزل یا بجلی کے ٹیوب ویل لگانے کے لئے کوئی امدادی سکیم متعارف کرانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

صوبہ پنجاب میں موجود ٹیوب ویلوں کی تعداد تقریباً 10 لاکھ ہے جن میں سے شعبہ زرعی انجینئرنگ اب تک ایک لاکھ 42 ہزار ٹیوب ویل لگا چکا ہے۔ ٹیوب ویلوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر زیرزمین پانی کی سطح انتہائی گر چکی ہے۔ نیسپاک اور واپڈا جیسے اداروں کے ماہرین نے بھی مختلف اجلاسوں میں اس خطرے کی نشاندہی کی ہے کیونکہ پنجاب میں زمین کے اندر جذب ہونے والی بارش کی مقدار بہت کم ہے۔ لہذا اس صورتحال میں ایسی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

شعبہ "ریسرچ اور ڈویلپمنٹ" کا بجٹ اور کارکردگی

*6335: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زراعت کے شعبہ "ریسرچ اور ڈویلپمنٹ" کا سال 10-2009 کا کل بجٹ کتنا ہے کتنا آج تک خرچ ہوا ہے اور کتنا بقایا ہے اس شعبہ کی سات ماہ کی کارکردگی کیا ہے؟

(ب) محکمہ ہذا کی ریسرچ سے زمینداروں کو کیا ثمرات ملے ہیں یا نہیں، یہ ثمرات کس ذرائع کے ذریعے پہنچائے گئے ہیں؟

(ج) مذکورہ شعبہ کی کارکردگی مانیٹر کرنے کے لئے حکومتی سطح پر کیا سسٹم یا پیمانہ رکھا گیا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت کے شعبہ "ریسرچ اور ڈویلپمنٹ" کا سال 10-2009 کا کل بجٹ ایک ارب 9 کروڑ 36 لاکھ روپے ہے۔ اپریل 2010 تک 75 کروڑ 82 لاکھ 40 ہزار روپے خرچ ہوئے تھے۔ بقایا تمام بجٹ مالی سال 10-2009 کے اختتام تک خرچ ہو چکا ہے۔

کسی بھی شعبہ ریسرچ میں کارکردگی ماہ بہ ماہ نہیں ہوتی تاہم پچھلے سات ماہ میں کچھ شعبہ جات کی کارکردگی اس طرح سے ہے:-

- ❖ شعبہ گندم نے اس عرصہ کے مختلف زرعی فارمز پر 124 تحقیقاتی تجربات کئے۔ گندم کے 700 نئے کراس بنائے گئے اور گندم کی نئی قسم AARI-10 منظوری کے آخری مراحل میں ہے۔

- کماد کی ایک نئی قسم CPF-246 کا اجرا ہو رہا ہے۔
- مکئی کے 88، جوار کے 20 اور باجرہ کے 24 تجربات کئے گئے اور ان کی بنیاد پر مکئی کی دو دوغلی (Hybird) ترقی دادہ اقسام اور دو سنتھیٹک اقسام کی ماہرین نے پنجاب سیڈ کونسل کو منظوری کی سفارش کی ہے۔
- دھان کے 135 تجربات کئے گئے جبکہ باسمتی چاول کی نئی قسم 515 منظوری کے لئے پیش کی گئی ہے جو کہ ایکسپرٹ سب کمیٹی سے منظور ہو چکی ہے۔
- مونگ پھلی باری 2010 (BARI-2010) اور مسور (چکوال مسور) کی نئی اقسام منظوری کے لئے کمیٹی کو بھیج دی گئی ہیں۔
- چارہ جات کی ایک قسم برسیم ورائٹی انمول، منظور کی گئی جبکہ چار اقسام ایکسپرٹ سب کمیٹی کی سفارش کے بعد پنجاب سیڈ کونسل کو منظوری کے لئے بھیجی گئی ہیں۔

(ب) اس ادارہ نے قیام سے لے کر آج تک مختلف فصلوں، پھلوں اور سبزیوں کی 384 اقسام متعارف کروائی ہیں جن سے نہ صرف صوبہ پنجاب کی زرعی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے بلکہ دوسرے صوبے بھی ان سے مستفید ہو رہے ہیں۔

ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد اپنی تحقیقاتی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ محکمہ زراعت کے شعبہ توسیع کے تعاون سے صوبے کی افرادی قوت کو مختلف اقسام کی ٹیکنالوجی سے آگاہی، تحفظ نباتات، اجناس کی بعد از برداشت و سنبھال، مختلف فصلوں کی پیداواری ٹیکنالوجی اور سبزیوں وغیرہ کے بیجوں کی تیاری کے تربیتی پروگراموں کا انعقاد کرتا ہے۔ان پروگراموں سے استفادہ کرنے والے افراد کی اوسط تعداد 1500 سالانہ ہے۔ علاوہ ازیں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے بھی کسانوں کو فصلوں کی نشوونما کے اہم مراحل پر جدید زرعی علوم سے روشناس کروایا جاتا ہے تاکہ زرعی پیداوار میں اضافے کے ساتھ ساتھ ان کا معیار زندگی بھی بہتر ہو۔

(ج) شعبہ ہذا کی کارکردگی کو مانیٹر کرنے کے لئے ہر سال ربیع اور خریف کی فصلوں کے تجربات پر بحث کے لئے پروگرام منعقد کروائے جاتے ہیں جن میں زراعت کے مختلف شعبوں سے وابستہ ماہرین کو بلایا جاتا ہے۔ہر پروگرام میں پچھلے سال ہونے والی ریسرچ کے نتائج پر بحث اور خامیوں کی نشاندہی کی جاتی ہے اور ان خامیوں کو دور کرنے کے لئے مشورے دیئے جاتے ہیں جبکہ آئندہ ہونے والے تجربات پر بحث اور نقائص کی نشاندہی کی جاتی ہے اور ان نقائص کو

دور کرنے کے لئے ان تجربات کو اگلے سال کے لئے منظور کیا جاتا ہے۔ادارہ ہذا کی ماہانہ اور سالانہ کارکردگی رپورٹس بھی حکومت کو بھجوائی جاتی ہیں۔

سال 2008 تا حال، گرین ٹریکٹر سکیم سے متعلقہ تفصیلات

*6351: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت یکم جولائی 2008 سے آج تک کتنی سبسڈی دی گئی؟

(ب) کتنے ٹریکٹر اس سکیم کے تحت آج تک فراہم کئے گئے ہیں؟

(ج) اس سکیم کی پالیسی اور شرائط کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس سکیم کے تحت نکلنے والے ٹریکٹر کے اکثر مالکان زمین کے مالک تو ہیں مگر وہ خود کاشت نہیں کرتے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسے افراد نے قرعہ اندازی میں سبسڈی سکیم کے تحت نکلنے والے ٹریکٹر فروخت کر دیئے ہیں؟

(و) ایسی کتنی شکایات حکومت کے علم میں آئی ہیں اور ان افراد کے خلاف حکومت نے کیا ایکشن لیا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت یکم جولائی 2008 سے لے کر آج تک کل 4۔ارب روپے سبسڈی دی گئی۔2۔ارب روپے سبسڈی سال 09-2008 اور 2۔ارب روپے سبسڈی سال 10-2009۔

(ب) گرین ٹریکٹر سکیم 09-2008 میں تمام 10ہزار ٹریکٹر فراہم کر دیئے گئے ہیں جبکہ 10-2009 کی گرین ٹریکٹر سکیم میں اب تک 9937 ٹریکٹر فراہم کئے جا چکے ہیں۔

(ج) اس سکیم کی پالیسی اور شرائط ساتھ لف ہیں۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

(ہ) شرائط کے مطابق گرین ٹریکٹر حاصل کرنے والا کسان اسے تین سال تک فروخت نہ کرنے کا پابند ہے اور ایسی کوئی رپورٹ حکومت کے علم میں نہ ہے۔

(و) ایسی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

لاہور۔ سبزی وغلہ منڈیوں سے متعلقہ تفصیلات

*6391: محترمہ سیمل کامران: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں واقع سبزی منڈیوں اور غلہ منڈیوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) ان میں دکانات کی تعداد اور ان سے حاصل ہونیوالی آمدن اور اخراجات کی تفصیل اور دکان حاصل کرنے کا طریق کار بیان کیا جائے؟

(ج) مارکیٹ کمیٹی کالائسنس جاری کرنے کا طریق کار اور لائسنس فیس کیا ہے نیز لاہور میں واقع منڈیوں میں لائسنس ہولڈرز کتنے ہیں اور کتنے لوگ بغیر لائسنس کے کاروبار کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں منڈیوں کی کل تعداد 11 ہے جس میں 6 سبزی اور 5 غلہ منڈیاں ہیں۔

(ب) ان تمام منڈیوں میں کل 1116 دکانات ہیں جن کی مالی سال 10-2009 میں کل آمدن -/18780206 روپے اور اخراجات -/7658210 روپے رہے تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام منڈی	تعداد دکانات	آمدن (روپوں میں)	اخراجات (روپوں میں)
1	سبزی منڈی راوی لنک روڈ	76	42لاکھ61ہزار860	35لاکھ47ہزار700
2	سبزی منڈی کوٹ لکھپت	124	20لاکھ63ہزار96	7لاکھ5ہزار985
3	سبزی منڈی ملتان روڈ	121	3لاکھ73ہزار865	5لاکھ13ہزار226
4	سبزی منڈی سنگھ پورہ	58	97لاکھ47ہزار384	16لاکھ20ہزار704
5	سبزی منڈی جلو موڑ	47	نان فنکشنل	نان فنکشنل
6	سبزی منڈی رائیونڈ	31	7لاکھ57ہزار701	2لاکھ42ہزار435
7	غلہ منڈی (اکبری منڈی)	564	11لاکھ72ہزار650	9لاکھ56ہزار160
8	غلہ منڈی کاہنہ نو	32	3لاکھ23ہزار350	72ہزار
9	غلہ منڈی جلو موڑ	14	16ہزار800	- - - -
10	غلہ منڈی برکی	49	نان فنکشنل	نان فنکشنل
11	غلہ منڈی باغبانپورہ	پرائیویٹ	63ہزار500	- - - -

مارکیٹ کمیٹی جب بھی اپنی دکانات یاپلاٹ نیلام کرتی ہے یا کرایہ یا لیز پر دینا چاہتی ہے تو سب سے پہلے دفعہ 14 کے تحت گورنمنٹ سے منظوری لیتی ہے۔ گورنمنٹ نے اس کام کے لئے نیلام کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے جو منظوری کے بعد دکانات نیلام کرتی ہے۔

(ج) ہر وہ شخص جو زرعی پیداواری منڈیوں کے آرڈیننس 1978 کی دفعہ 6 کے تحت لائسنس حاصل کرنے کا خواہش مند ہو وہ مجوزہ فارم پر متعلقہ مارکیٹ کمیٹی کو حصول لائسنس کے لئے

درخواست دیتا ہے جس کے ہمراہ کیٹیگری "اے" کے لئے -/5000 روپے اور کیٹیگری "بی" کے لئے -/1500 روپے سالانہ کے حساب سے فیس جمع کراتا ہے، مارکیٹ کمیٹی کا سیکرٹری یا اس کا نمائندہ درخواست دہندہ کے کوائف کی پڑتال کرتا ہے جس پر کمیٹی لائسنس منظور یا نہ منظور کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔

لاہور میں واقع منڈیوں میں لائسنس ہولڈرز کی کل تعداد 1707 ہے اور کوئی بھی کمیشن ایجنٹ بغیر لائسنس کاروبار نہیں کرتا ہے۔

فیصل آباد، ای ڈی او آفس زراعت کے سٹاف، بجٹ اور اخراجات کی تفصیل

*6500: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں ای ڈی او آفس زراعت میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ زراعت کے کون کون سے شعبہ جات کام کر رہے ہیں؟

(ج) محکمہ زراعت ضلع فیصل آباد سال 09-2008 اور 10-2009 کا کل بجٹ کتنا تھا؟

(د) ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم کن کن منصوبوں اور فلاح و بہبود کے کاموں پر خرچ ہوئی؟

(ہ) ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم نمائشی پلاٹس پر خرچ ہوئی، ان نمائشی پلاٹس میں کون کون سی فصل کاشت کی گئی اور یہ کس کس جگہ نمائشی پلاٹ بنائے گئے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ای ڈی او آفس فیصل آباد میں کل ملازمین کی تعداد 11 ہے جبکہ ماتحت دفاتر میں 1337 ملازمین کام کر رہے ہیں۔ اس طرح ای ڈی او آفس زراعت فیصل آباد کے تحت 1348 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) ای ڈی او آفس کے ماتحت درج ذیل شعبہ جات کام کر رہے ہیں:-

- ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت (توسیع)
- ڈسٹرکٹ لائیوسٹاک آفیسر
- ڈسٹرکٹ آفیسر آن فارم واٹر مینجمنٹ
- ڈسٹرکٹ آفیسر فارسٹ
- اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (فشریز)

(ج) ای ڈی او آفس محکمہ زراعت ضلع فیصل آباد میں سال 2008-09 اور 2009-10 کا کل بجٹ 68 کروڑ 29 لاکھ 48 ہزار 802 روپے ہے۔سال وار تفصیل اس طرح سے ہے۔

2008-09	31 کروڑ 71 لاکھ 12 ہزار 316 روپے
2009-10	36 کروڑ 58 لاکھ 36 ہزار 486 روپے

(د) 2008-09 اور 2009-10 کے دوران فلاح و بہبود کے کاموں کے منصوبوں پر کل 13 کروڑ 37 لاکھ 75 ہزار روپے کی رقم خرچ ہوئی۔نام منصوبہ جات اور کل لاگت کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام منصوبہ جات	کل لاگت (رقم روپوں میں) 2008-09	2009-10
1	گندم کی پیداوار بڑھاکر فوڈ سکیورٹی کو یقینی بنانے کا منصوبہ	48 لاکھ 60 ہزار	2 کروڑ 60 لاکھ 10 ہزار
2	ٹنلز کے اندر غیر موسمی سبزیات کی کاشت کا منصوبہ	43 لاکھ 60 ہزار	ایک کروڑ 26 لاکھ 20 ہزار
3	ربیع مہم گندم سال 2008-09 میں زیادہ سے زیادہ پیداوار بڑھانے کا منصوبہ	43 لاکھ 70 ہزار	- - - -
4	ضلعی سطح پر بائیولوجیکل کنٹرول لیبارٹری کا قیام	2 لاکھ 10 ہزار	- - - -
5	شراکتی بنیاد پر جدید زرعی آلات کی فراہمی	1 کروڑ 28 لاکھ 90 ہزار	- - - -
6	تربیت یافتہ سٹاف اور جدید آلات کے ذریعے جانوروں کی مصنوعی نسل کشی کے لئے خدمات	11 لاکھ 90 ہزار	38 لاکھ
7	غریب چھوٹے کاشتکاروں کے لئے وزیر اعلیٰ کا ریلیف پیکج	75 ہزار	27 لاکھ
8	پکے کھالاجات کا منصوبہ	2 کروڑ 57 لاکھ 70 ہزار	3 کروڑ 19 لاکھ 40 ہزار
9	نئے جنگلات کے لگانے کا منصوبہ بمقام چک نمبر 548 ج ب (رکھ چکو پلانٹیشن)	28 لاکھ 90 ہزار	- - - -
	میزان	5 کروڑ 66 لاکھ 15 ہزار	7 کروڑ 71 لاکھ 60 ہزار

(ہ) ان دو سالوں میں گندم کی فصل کے 448 پلاٹ ضلع بھر میں لگائے گئے جس پر کل لاگت 37 لاکھ 88 ہزار 753 روپے آئی، سال وار تعداد پلاٹ اور لاگت کی تفصیل اس طرح سے ہے:-

سال	تعداد پلاٹ	لاگت
2008-09	148	12 لاکھ 44 ہزار 937 روپے
2009-10	300	25 لاکھ 43 ہزار 816 روپے
میزان	448	37 لاکھ 88 ہزار 753 روپے

نمائشی پلاٹوں کی جگہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

تفصیل تحصیل	پلاٹ کی تعداد / سال 2008-09	2009-10
فیصل آباد	34	75
چک جھمرہ	13	30
سمندری	25	45
جڑانوالہ	51	90
تاندلیانوالہ	25	60
میزان	148	300

فیصل آباد-سبزی وفروٹ منڈیوں سے متعلقہ تفصیلات

*6501: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں کتنی سبزی وفروٹ منڈیاں کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان سبزی وفروٹ منڈیوں میں کتنی دکانیں ہیں تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ج) ان سبزی وفروٹ منڈی میں دکانیں کون کرایہ / لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دیتا ہے؟

(د) ان سبزی وفروٹ منڈیوں میں کسانوں سے کتنا کمیشن کس شرح سے وصول کیا جاتا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) فیصل آباد میں 9 سبزی وفروٹ منڈیاں ہیں جو درج ذیل مقامات پر واقع ہیں:-

1- جھنگ روز سدھار فیصل آباد
2- غلام آباد
3- ننکانہ روڈ جڑانوالہ
4- 465/GB فیصل آباد روڈ سمندری (زیر تعمیر)
5- سمندری شہر
6- ریلوے چوک تاندلیانوالہ
7- ستارہ چوک چک جھمرہ
8- ماموں کانجن
9- اڈا مرید والا رجانہ سمندری روڈ

(ب) ان منڈیوں میں کل 951 دکانیں ہیں-

(ج) متعلقہ مارکیٹ کمیٹی جب بھی اپنی پراپرٹی کرایہ / لیز، پٹہ / ٹھیکہ پر دینا چاہتی ہے تو سب سے پہلے دفعہ 14 کے تحت گورنمنٹ سے منظوری لیتی ہے- گورنمنٹ نے اس امر کے لئے DCO کی سربراہی میں نیلام / آکشن کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے جو کہ منظوری کے بعد نیلامی کے لئے کارروائی کرتی ہے-

(د) آڑھتی (کمیشن ایجنٹ)، پنجاب زرعی پیداواری منڈیوں کے قانون 1978 کے قاعدہ 66 کے مطابق کسانوں سے گندم اور دیگر اجناس پر 1.50 فیصد، پھلوں پر 2.5 فیصد اور سبزیوں پر 3.12 فیصد کی شرح سے کمیشن وصول کرتے ہیں-

کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ رحیم یار خان کی تفصیلات

*6824: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ رحیم یار خان کا قیام کب عمل میں آیا اور اس کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) یہ کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا؟

(ج) اس ریسرچ سٹیشن / انسٹیٹیوٹ سے اگر کسی فصل کا کوئی نیا بیج دریافت کیا گیا تو اس بیج اور فصل کا نام بتائیں؟

(د) اس ریسرچ سٹیشن / انسٹیٹیوٹ کے سال 09-2008 اور 10-2009 کے اخراجات و آمدن بتائیں؟

(ہ) مذکورہ انسٹیٹیوٹ میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے 10-2009 کے دوران تنخواہوں و دیگر مدات میں کتنے اخراجات ہوئے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس ریسرچ اسٹیشن کا قیام 79-1978 میں عمل میں آیا۔ اس کے قیام کے مقاصد درج ذیل ہیں:-

- ❖ زیادہ پیداوار کے حامل کپاس کے نئے بیج دریافت کرنا جو کہ CLCV اور کیڑوں مکوڑوں کے خلاف قوت مدافعت رکھتے ہوں۔
- ❖ کم پانی میں زیادہ پیداوار دینے کی صلاحیت رکھنے والی اقسام کی دریافت
- ❖ بذریعہ تحقیق زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے طریقے
- ❖ بریڈر، بیسک اور پری بیسک بیج کی تیاری اور زمینداروں کو فراہمی

(ب) اس ادارے کا کل رقبہ 170 ایکڑ ہے جبکہ قابل کاشت رقبہ 92 ایکڑ ہے۔

(ج) اس ادارے نے کپاس کی دو نئی اقسام دریافت کی ہیں ان کے نام RH-1 اور RH-112 ہیں۔

(د) اس ادارے کے مذکورہ عرصے میں کل اخراجات ایک کروڑ 17 لاکھ 97 ہزار جبکہ آمدن 31 لاکھ 50 ہزار روپے رہی۔ سال وار تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	اخراجات (روپوں میں) تنخواہیں / دیگر الاؤنس	آپریشنل	آمدن (روپوں میں)
2008-09	50 لاکھ 63 ہزار	10 لاکھ 17 ہزار	14 لاکھ 56 ہزار
2009-10	46 لاکھ 17 ہزار	11 لاکھ	17 لاکھ

(ہ) اس ادارے کے ملازمین کی کل تعداد 35 ہے۔10-2009 کے دوران تنخواہوں اور دیگر مدات کے اخراجات کی تفصیل جز(د) میں درج ہے۔

صوبہ میں یوریا کھاد کی قیمت کی تفصیلات

*7067: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں یوریا کھاد کی سرکاری قیمت کیا مقرر کی گئی ہے؟

(ب) صوبہ پنجاب میں یوریا کھاد کی تقسیم کے مراکز کہاں کہاں ہیں نیز ان مراکز پر یوریا کھاد کس حساب سے کسانوں میں تقسیم کی جاتی ہے، طریق کار واضح کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ملک میں کھادوں کی قیمتیں مقرر کرنا اور مربوط بنانا وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں آتا ہے اس وقت مارچ 2011 میں پنجاب میں یوریا کھاد -/1050 روپے فی 50 کلو گرام کے حساب سے کسانوں کو مہیا کی جارہی ہے۔

(ب) پنجاب میں یوریا کھاد کی کمی کا سامنا نہیں ہے لہذا اس وقت محکمہ زراعت کا کوئی مرکز کھاد کی قسم کی تقسیم کے لئے قائم نہیں ہے کیونکہ نیشنل فرٹیلائزر ڈویلپمنٹ سنٹر اسلام آباد کے اعداد و شمار کے مطابق موجودہ ربیع سیزن 11-2010 کے آغاز پر ملک میں 9 لاکھ 16 ہزار ٹن یوریا کھاد کے وافر ذخائر دستیاب تھے۔

صوبہ پنجاب میں یوریا کھاد کی فروخت، ملکی یوریا تیار کنندگان اور درآمد کنندگان کے مقرر کردہ کھاد ڈیلرز اپنے وسیع نیٹ ورک کے ذریعے کرتے ہیں۔

ضلع قصور۔ مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و آمدن کی تفصیلات

*7093: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال 09۔2008 اور 10۔2009 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ج) ہر مارکیٹ کمیٹی کا کل کتنا رقبہ ہے اور کتنی دکانیں کس کس جگہ ہیں؟

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی دکانیں کس طریق کار کے تحت کرایہ / لیز پر دی جاتی ہیں؟

(ہ) ان دکانوں سے سالانہ کتنی آمدن ہوتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں کل سات مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جو درج ذیل مقامات پر واقع ہیں۔

1۔ قصور 2۔ کھڈیاں
3۔ کنگن پور 4۔ کوٹ رادھا کشن
5۔ چونیاں 6۔ پتوکی
7۔ پھولنگر

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی درج بالا دونوں سالوں کی کل آمدن 4کروڑ 23لاکھ 31ہزار 697 روپے ہے جبکہ کل اخراجات 4کروڑ 80لاکھ 94ہزار768روپے ہیں۔ دونوں سالوں کی آمدن اور اخراجات کی سال وار اور کمیٹی وار علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی ملکیتی دکانوں کی کل تعداد 88 ہے۔ کمیٹی وار دکانات کی تفصیل اور ہر مارکیٹ کا رقبہ ضلع قصور کے نقشہ میں دکھایا گیا ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مارکیٹ کمیٹی جب بھی اپنی پراپرٹی کرایہ یا لیز پر دینا چاہتی ہے تو سب سے پہلے دفعہ 14 کے تحت گورنمنٹ سے منظوری لیتی ہے۔ گورنمنٹ نے اس امر کے لئے نیلام کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے جو منظوری کے بعد نیلام /کرایہ /لیز کے لئے مروجہ طریق کار کے مطابق کارروائی کرتی ہے۔

(ہ) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی ملکیتی دکانات کی سالانہ آمدن 6لاکھ 9ہزار103روپے ہے۔

تحصیل چونیاں، کھال پختہ کرنے کی تفصیلات

*7094: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل چونیاں میں کتنے کھال پختہ ہیں؟

(ب) مالی سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران مذکورہ تحصیل کے کتنے کھال پختہ کئے گئے ہیں، ان کے نمبر اور گاؤں مع تخمینہ لاگت کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس وقت مذکورہ تحصیل میں کن کن کھالوں کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے؟

(د) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے طریق کار کیا ہے؟

(ہ) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے کتنے فیصد رقم وصول کی جاتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل چونیاں میں 254 کھالاجات پختہ ہیں۔

(ب) مذکورہ دو سالوں میں کل 10 کھالاجات پختہ کئے گئے۔ جن کا تخمینہ لاگت ایک کروڑ 16 لاکھ 47 ہزار 751 روپے تھا۔ مالی سال 09-2008 میں 3 اور 10-2009 کے دوران 7 کھالاجات پختہ کئے گئے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت 30 کھالاجات کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کھال کے جملہ حصہ داران اپنی انجمن آبپاشاں کی تشکیل دیتے ہیں اور اپنے حصے کی رقم انجمن آبپاشاں کے صدر اور خزانچی کے مشترکہ اکاؤنٹ میں جمع کرواتے ہیں۔ کھال کا سروے اور ڈیزائن مشاورتی ادارے سے پاس ہونے کے بعد گورنمنٹ اپنے حصہ کی رقم کی پہلی قسط انجمن کے مشترکہ اکاؤنٹ میں منتقل کر دیتی ہے چونکہ کھال کو پختہ کرنے سے پہلے کچے کھال کی اصلاح کی جاتی ہے جس میں کھال کے کناروں کو ہموار کرنا، نکے بنانا اور کھال کی سمت کو بہتر کرنا وغیرہ شامل ہے اس لئے کچے کھال کی اصلاح کے کام کا 100 فیصد اور کھال کے پختہ کرنے کی اصلاح کا کام 40 فیصد مکمل ہونے پر حصہ داروں کے ذمہ کی بقایا رقم مشترکہ اکاؤنٹ میں جمع کروادی جاتی ہے جس پر مشاورتی ادارے کی منظوری کے بعد حکومت اپنے حصہ کی دوسری قسط انجمن کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دیتی ہے۔

پختہ اصلاح کا کام مکمل ہونے، مشاورتی ادارہ کی چیکنگ اور تکمیلی رپورٹ کے بعد حکومت اپنے حصے کی تیسری اور آخری قسط انجمن کے مشترکہ اکاؤنٹ میں جمع کروادیتی ہے۔ پختگی کا کام مکمل ہونے کے بعد کھال کو انجمن آبپاشاں کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ جو کہ اس کی دیکھ بھال اور ٹوٹ پھوٹ کے ذمہ دار ہوتی ہے۔

(ہ) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے 36 فیصد رقم وصول کی جاتی ہے جس کا 16 فیصد کچے کھال کی اصلاح (پیڈاو غیرہ بنانے کے لئے) اور 20 فیصد رقم کھال کو پختہ کروانے میں بطور مزدوری کی جاتی ہے۔

ضلع سیالکوٹ، سبزی وفروٹ منڈیوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*7224:رانا آصف محمود:کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں سبزی وفروٹ منڈیاں کتنی ہیں،ان کے نام بتائیں؟

(ب) ان منڈیوں میں کتنی دکانیں ہیں؟

(ج) ان منڈیوں سے حکومت کو سالانہ کتنی آمدن ہو رہی ہے؟

(د) ان منڈیوں کی دیکھ بھال کے لئے حکومت سالانہ کتنی رقم خرچ کرتی ہے؟

(ہ) ان منڈیوں میں زرعی اجناس کی فروخت پر کس شرح سے کمیشن وصول کیا جاتا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کل 4 سبزی وفروٹ منڈیاں ہیں جن کے نام اس طرح سے ہیں۔

1۔ سبزی پھل منڈی ایمن آباد روڈ، سیالکوٹ

2۔ سبزی و پھل منڈی پسرور روڈ، ڈسکہ

3۔ سبزی و پھل منڈی، پسرور

4۔ سبزی و پھل منڈی، وزیرآباد روڈ

(ب) ان تمام سبزی وفروٹ منڈیوں میں کل348دکانیں ہیں۔

(ج) ان تمام سبزی منڈیوں سے حکومت کو مالی سال10۔2009 میں کل22لاکھ 3ہزار57 روپے کی آمدن ہوئی۔

(د) ان تمام سبزی و پھل منڈیوں کی دیکھ بھال کے لئے مالی سال 10۔2009 میں کل5لاکھ 36ہزارروپے خرچ ہوئے۔

(ہ) آڑھتی (کمیشن ایجنٹ)، پنجاب زرعی پیداواری منڈیوں کے قانون1978 کے قاعدہ66 کے مطابق کسانوں سے گندم اور دیگر اجناس پر1.5 فیصد، پھلوں پر 2.5 فیصداور سبزیوں پر 3.12فیصد کی شرح سے کمیشن وصول کیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ، مارکیٹ کمیٹیوں کی تفصیلات

*7225:رانا آصف محمود:کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال10۔2009اور09۔2008 کی آمدن اوراخراجات بتائیں؟

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز اور چیئرمینوں کے نام/پتاجات بتائیں؟
(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں نے سال09۔2008 اور10۔2009 کے دوران کتنی رقم کن کن ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں چار مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جن کے نام اس طرح سے ہیں۔

1۔ مارکیٹ کمیٹی سیالکوٹ 2۔ مارکیٹ کمیٹی ڈسکہ
3۔ مارکیٹ کمیٹی پسرور 4۔ مارکیٹ کمیٹی سمبڑیال

(ب) ان مارکیٹوں کی مذکورہ سالوں میں کل 3کروڑ 78لاکھ 9ہزار 615روپے اور کل اخراجات 2کروڑ 7لاکھ 30ہزار 30روپے تھے۔

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے موجودہ ایڈمنسٹریٹرز کے نام و پتاجات درج ذیل ہیں۔

نام مارکیٹ کمیٹی	نام ایڈمنسٹریٹر	پتا
سیالکوٹ	چودھری سیف اللہ	محلہ کوٹلی بہرام، سیالکوٹ
ڈسکہ	مرزا شاہد صدیق (ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر)	کالج روڈ محلہ گاگا، ڈسکہ، سیالکوٹ
پسرور	ملک ضیاء الدین احمد (ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر)	موضع معراج کے تحصیل پسرور، سیالکوٹ
سمبڑیال	مرزا محمد جمیل	سکنہ سمبڑیال، سیالکوٹ

نوٹ: مارکیٹ کمیٹی ڈسکہ کا ایڈمنسٹریٹر فوت ہو چکا ہے اور مارکیٹ کمیٹی پسرور کا ایڈمنسٹریٹر مستعفیٰ ہو چکا ہے ان کی جگہ ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر کام کر رہے ہیں جلد ہی ان مارکیٹ کمیٹی میں نئے ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیئے جائیں گے۔

(د) مارکیٹ کمیٹی سیالکوٹ نے سال10۔2009 میں 9لاکھ 7ہزار 224روپے ترقیاتی کاموں پر خرچ کئے اس کے علاوہ کسی مارکیٹ کمیٹی نے مذکورہ سالوں میں ترقیاتی کاموں پر کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔

صوبہ میں دھان، کپاس اور گنا کے خریداری مراکز کا قیام

*7268: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں دھان، کپاس اور گنا کی خریداری کا کوئی مرکز قائم ہے؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر سال دھان، کپاس اور گنا کی فصل کا کوئی سرکاری ریٹ نہیں ہوتا اور نہ ہی ذمہ داری سے حکومت اس کی خریداری کرتی ہے؟

(ج) اگر حکومت گندم کی طرح دھان، کپاس اور گنا کے لئے سرکاری مراکز کھولنا چاہتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! ان فصلات کی خریداری کے مراکز نجی شعبہ میں قائم ہیں۔
چونکہ ان فصلات کی قیمتیں حکومت کی مقرر کردہ قیمتوں سے زیادہ رہتی ہیں اس لئے ان فصلات کے مراکز خریداری قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ دھان کی قیمتیں کم ہونے پر پاسکو/صوبائی محکمہ خوراک اور کپاس کی قیمتیں کم ہونے پر TCP کو خریداری کے اہداف دیئے جاتے ہیں۔ اس طرح کماد کی قیمتوں میں کمی کی صورت میں شوگر ملوں کے ساتھ مل کر مناسب اقدامات کئے جاتے ہیں تاکہ کاشتکار کا استحصال نہ ہو۔

(ب) جی نہیں! وفاقی حکومت دھان اور کپاس کی امدادی قیمت زرعی پالیسی انسٹیٹیوٹ (API) اور کماد کی شوگر کین بورڈ کی سفارش پر مقرر کرتی ہے۔

(ج) اس جز کا جواب جز (الف) میں دیا جا چکا ہے۔

ضلع گجرات، بارانی رقبہ کو سیراب کرنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*7335: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں مارچ 2008 سے اب تک محکمہ نے بارانی رقبے کی سیرابی کے لئے کتنے کھالا جات بنائے ہیں؟

(ب) حکومت ضلع گجرات کے لاکھوں ایکڑ بارانی رقبے کو سیراب کرنے کے لئے مزید کیا اقدامات اٹھا رہی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت نے بارانی رقبے کی سیرابی کے لئے اب تک 186 کھالا جات کی اصلاح کی ہے۔

(ب) محکمہ زراعت شعبہ اصلاح آبپاشی کے ذمہ پانی کے موجود دستیاب وسائل کی اصلاح کا کام ہے جبکہ پانی کے لئے نئے وسائل کو پیدا کرنا محکمہ واپڈا اور انہار کی ذمہ داری ہے۔ تاہم پانی کے بہتر استعمال کے لئے اصلاح کھالا جات کے علاوہ ہموار زمین (leveling)، قطرہ قطرہ آبپاشی اور مصنوعی بارش برسانے کے پروگرام (Drip & Sprinkler Irrigation) بھی

شروع کئے گئے ہیں۔اس کے علاوہ محکمہ زراعت انجینئرنگ ونگ بھی بارانی رقبے کو سیراب کرنے کے لئے کسانوں کوارزاں نرخوں پر ٹیوب ویل بورنگ کی سہولتیں مہیا کررہا ہے۔

صوبہ میں شمسی توانائی کے ذریعے ٹیوب ویلز چلانے کی تفصیلات

*7345: چودھری ظہیر الدین خان: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں حالیہ بجلی کی کمیابی اور بڑھتی ہوئی زرعی ضروریات کے پیش نظر کیا حکومت شمسی توانائی کے ذریعے ٹیوب ویل چلانے کے لئے کوئی پالیسی مرتب کررہی ہے؟

(ب) کیا حکومت شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں پر subsidy دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کتنی؟

(ج) کیامذکورہ مقاصد کے لئے حکومت نے بجٹ 11-2010 میں مطلوبہ رقوم برائے subsidy فراہم کرنے کے لئے رکھی ہیں اگر ہاں تو کتنی؟

وزیرزراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب نے 10-2009 کے دوران آزمائشی طور پر شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کی 9اضلاع (بھکر، فیصل آباد، پاکپتن، مظفر گڑھ، ملتان، لیہ، اٹک، اوکاڑہ اور رحیم یار خان) میں گورنمنٹ کے فارموں پر تنصیب کا منصوبہ (شمسی توانائی کے ٹیوب ویلوں کا آزمائشی منصوبہ) کے نام سے منظور کیا تھا۔ تاہم حکومت کی طرف سے فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے منصوبہ پر تاحال عملدرآمد نہیں ہوسکا۔

(ب) سال 11-2010 کے دوران زمینداران کو شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کے لئے حکومت نے سبسڈی دینے کا منصوبہ بنایا تھا جس کے تحت شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویل سسٹم زمینداروں کو مفت دینے کا پروگرام تھا جبکہ اس کی تنصیب کا خرچہ زمینداروں کے ذمہ تھا اس کے لئے گورنمنٹ نے بجٹ میں 2-ارب روپے دینے کا اعلان کیا تھا تاہم گزشتہ تباہ کن سیلاب سے پیدا ہونے والی صورتحال کے تحت منصوبہ پر فی الحال عملدرآمد نہ ہوسکا۔

(ج) اس جز کا جواب (ب) میں دے دیا گیا ہے۔

ضلع سرگودھا-مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7470: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال09-2008اور10-2009کی آمدن اوراخراجات بتائیں؟

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرزاورچیئرمین کے نام بتائیں؟

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں نے سال09-2008اور10-2009کے دوران کون کون سے منصوبے مکمل کئے،ان منصوبوں کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کسانوں کے لئے کون کون سی سہولیات فراہم کی گئیں؟

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد5ہے جن کے نام اس طرح سے ہیں:۔

1۔ مارکیٹ کمیٹی سرگودھا 2۔ مارکیٹ کمیٹی بھلوال

3۔ مارکیٹ کمیٹی سلانوالی 4۔ مارکیٹ کمیٹی پھلروان

5۔ مارکیٹ کمیٹی کوٹ مومن

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال09۔2008اور سال10۔2009کی کل آمدن-/32167771 روپے اور کل اخراجات-/40431489روپے ہیں۔ سال وارآمدن اوراخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے موجودہ ایڈمنسٹریٹرز کے نام اس طرح سے ہیں۔

نام مارکیٹ کمیٹی	نام ایڈمنسٹریٹر
مارکیٹ کمیٹی سرگودھا	زاہداقبال کمبوہ
مارکیٹ کمیٹی بھلوال	شیخ الطاف سعید
مارکیٹ کمیٹی سلانوالی	شیخ محمد آصف
مارکیٹ کمیٹی کوٹ مومن	حاجی خلیل احمد
مارکیٹ کمیٹی پھلروان	راناغلام سرور

(د) سال09۔2008اور10۔2009میں مارکیٹ کمیٹیوں کی مالی پوزیشن کمزور ہونے کی وجہ سے کوئی ترقیاتی کام نہ ہوا ہے۔

(ہ) ان سالوں کے دوران کسانوں کو منڈیوں میں ریٹ بورڈ، پینے کا ٹھنڈا پانی، واش رومز، اجناس کی فروخت کے لئے پلیٹ فارمز اور گندم/گنا کے خرید مراکز پر شامیانے،بنچ،کرسیاں، میز،پنکھے،واٹر کولر،چارپائیاں اور حسب ضرورت برف فراہم کی گئی۔

ضلع چنیوٹ، اسسٹنٹ انجینئر (زرعی انجینئرنگ) کے دفتر کے قیام کی تفصیلات

*7833: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ کو ضلع بنے ایک سال ہو گیا ہے، لیکن ابھی تک اسسٹنٹ انجینئر (زرعی انجینئرنگ) محکمہ زراعت کا دفتر قائم نہ ہو سکا جس کی وجہ سے بلڈوزر، لیولنگ اور دیگر زرعی آلات کی سہولیات دستیاب نہ ہیں؟

(ب) حکومت کسانوں کو مذکورہ سہولیات کی فراہمی کے لئے کب تک اس ضلع میں مندرجہ بالا دفتر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع میں ابھی تک اسسٹنٹ زرعی انجینئرنگ کا دفتر قائم نہیں ہوا ہے لیکن کسانوں کی سہولت کے لئے سابقہ تحصیل کی سطح کے یونٹ سپروائزر زرعی انجینئرنگ کے دفتر کو بہتر (upgrade) کر دیا گیا ہے اور اب دو بلڈوزر سمیت دیگر زرعی آلات کسانوں کے لئے دستیاب ہیں۔

(ب) نائب زرعی انجینئر کی پوسٹ کے لئے SNE گورنمنٹ کو بذریعہ چٹھی نمبری Accounts/SNE/280-63/2288 مورخہ 01-03-2010 بھیجی جا چکی ہے اور ضلع میں نائب زرعی انجینئرنگ کے دفتر کو قائم کرنے کے لئے کام جاری ہے۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری عبدالرزاق ڈھلوں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر3204کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Starred Question No.3204* asked by Mrs Ayesha Javed, MPA(W-355)

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Starred Question No.3204* asked by Mrs Ayesha Javed, MPA(W-355)

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

Starred Question No.3204* asked by Mrs Ayesha Javed, MPA(W-355)

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر:جناب محمد نوید انجم مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں بڑھتی ہوئی فیسوں کے معاملے پر غور کرنے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

To consider the issue of increasing the fees in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad, MPA (PP-155)

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

To consider the issue of increasing the fees in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad, MPA (PP-155)

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

To consider the issue of increasing the fees in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad, MPA (PP-155)

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری عبدالغفور، وزیر خوراک نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سال 2011 کو پاک چائنا دوستی کے سال کے طور پر منانے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرار داد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سال 2011 کو پاک چائنا دوستی کے سال کے طور پر منانے کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سال 2011 کو پاک چائنا دوستی کے سال کے طور پر منانے کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سال 2011 کو پاک چائنا دوستی کے سال کے طور پر منانے کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

حکومت پاکستان اور پنجاب کا سال 2011 کو پاک چائنا دوستی کے سال کے طور پر منانے کا اعلان

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پاکستان نے 2011 کو پاک چائنا دوستی کے سال کے طور پر منانے کا اعلان کیا ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے بھی صوبہ پنجاب میں اس کو بھرپور طریقے سے منانے کا اعلان کیا ہے اس کے لئے تمام شعبہ ہائے زندگی کے لوگوں کو اپنا کردار ادا کرنے کا موقع ملے گا جیسا کہ کاروباری لوگ، مختلف تنظیمیں، طالب علم، اساتذہ وغیرہ اس میں بھرپور طریقے سے شرکت کریں گے اور پورا سال مختلف قسم کے پروگرام عوام کی آگاہی کے لئے مرتب کئے جائیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاک چائنا دوستی لازوال ہے، ہمالیہ سے اونچی، سمندر سے گہری اور شہد سے میٹھی ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ چائنا نے ہمیشہ مشکل وقت میں پاکستان کی مدد کی ہے جیسا کہ سیلاب، زلزلہ یا دہشت گردی کے خلاف چائنا نے بھرپور طریقے سے ہمارا ساتھ دیا ہے اور دنیا میں پاکستان کا ایک مخلص دوست ثابت ہوا ہے۔ اس سال کو منانے سے پاک چائنا دوستی مزید مضبوط ہوگی۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پاکستان نے 2011 کو پاک چائنا دوستی کے سال کے طور پر منانے کا اعلان کیا ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے بھی صوبہ پنجاب میں اس کو بھرپور طریقے سے منانے کا اعلان کیا ہے اس کے لئے تمام شعبہ ہائے زندگی کے لوگوں کو اپنا کردار ادا کرنے کا موقع ملے گا جیسا کہ کاروباری لوگ، مختلف تنظیمیں، طالب علم، اساتذہ وغیرہ اس میں بھرپور طریقے سے شرکت کریں گے اور پورا سال مختلف قسم کے پروگرام عوام کی آگاہی کے لئے مرتب کئے جائیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاک چائنا دوستی لازوال

ہے، ہمالیہ سے اونچی، سمندر سے گہری اور شہد سے میٹھی ہے۔اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ چائنا نے ہمیشہ مشکل وقت میں پاکستان کی مدد کی ہے جیسا کہ سیلاب، زلزلہ یا دہشت گردی کے خلاف چائنا نے بھرپور طریقے سے ہمارا ساتھ دیا ہے اور دنیا میں پاکستان کا ایک مخلص دوست ثابت ہوا ہے۔اس سال کو منانے سے پاک چائنا دوستی مزید مضبوط ہو گی۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"حکومت پاکستان نے 2011 کو پاک چائنا دوستی کے سال کے طور پر منانے کا اعلان کیا ہے۔وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے بھی صوبہ پنجاب میں اس کو بھرپور طریقے سے منانے کا اعلان کیا ہے اس کے لئے تمام شعبہ ہائے زندگی کے لوگوں کو اپنا کردار ادا کرنے کا موقع ملے گا جیسا کہ کاروباری لوگ، مختلف تنظیمیں، طالب علم، اساتذہ وغیرہ اس میں بھرپور طریقے سے شرکت کریں گے اور پورا سال مختلف قسم کے پروگرام عوام کی آگاہی کے لئے مرتب کئے جائیں گے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ پاک چائنا دوستی لازوال ہے، ہمالیہ سے اونچی، سمندر سے گہری اور شہد سے میٹھی ہے۔اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ چائنا نے ہمیشہ مشکل وقت میں پاکستان کی مدد کی ہے جیسا کہ سیلاب، زلزلہ یا دہشت گردی کے خلاف چائنا نے بھرپور طریقے سے ہمارا ساتھ دیا ہے اور دنیا میں پاکستان کا ایک مخلص دوست ثابت ہوا ہے۔اس سال کو منانے سے پاک چائنا دوستی مزید مضبوط ہو گی۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محسن لغاری صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر مانگا ہوا ہے میں ذرا ان کی بات سن لوں پھر آپ کو موقع دیتا ہوں۔جی، لغاری صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر
وفاقی حکومت کی جانب سے زرعی اشیاء پر زرعی ٹیکس لگانے کے خلاف قواعد کو معطل کر کے قرارداد پیش کرنے کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت ہی اہم معاملہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی حکومت نے 31-دسمبر کو Agricultural Commodities پر 3.5 فیصد ٹیکس لگا دیا تھا اور 16-مارچ کو جب ہماری توجہ ریمنڈ ڈیوس کیس پر تھی، پریذیڈنٹ صاحب نے ایک ordinance issue کر کے ٹریکٹروں کی خریداری، زرعی ادویات، کھاد اور دیگر زرعی ضروریات پر 17 percent taxation کر دی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہماری زراعت ٹیکس کے حوالے سے ایک سونے کا انڈا دینے والی مرغی ہے، ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور ہم اِسی زراعت سے زرمبادلہ بھی اکٹھا کرتے ہیں۔ یہ ہماری زراعت ہے جس پر ہماری جننگ فیکٹریاں اور ٹیکسٹائل ملیں چلتی ہیں اور آج وفاقی حکومت نے ان زرعی ضروریات کے اوپر جو ٹیکس لگا دیا ہے اُس کا impact کیا ہو گا؟ ذرا غور کیا جائے کہ جب کھاد مہنگی ہو گی تو کاشتکار کم کھاد ڈالے گا، جب وہ ٹریکٹر نہیں خرید سکے گا تو زمین کی زرخیزی کے لئے زیادہ ہل نہیں چلا سکے گا اور جب وہ زرعی آلات نہیں خرید سکے گا تو نئے علاقے زیر کاشت نہیں آئیں گے۔ ہم اس اسمبلی کے اندر rules کو بار بار suspend کر کے قراردادیں لے آتے ہیں اور ابھی بھی ہم نے rules suspend کر کے ایک قرارداد پاس کی ہے لہذا میری گزارش ہے کہ rules suspend کر کے اس ایوان کی طرف سے وفاقی حکومت کو ایک قرارداد بھیجیں کہ ہمیں یہ taxation منظور نہیں ہے اس سے ہماری زراعت کی کمر ٹوٹ جائے گی کیونکہ اس سے زراعت پر 17 فیصد اضافی ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ اس ٹیکس سے ٹریکٹر کم از کم سوا لاکھ روپیہ مہنگا ہو جائے گا تو مجھے بتائیں کہ کیا ٹریکٹر خریدے جائیں گے؟۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب! ایک منٹ ذرا تشریف رکھیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم لغاری صاحب نے جو بات کی ہے اُن کی اس بات سے House کی sense بھی سامنے آ گئی ہے تو میری گزارش ہے کہ محسن لغاری صاحب اس معاملہ پر ایک well worded Resolution تیار کر کے لے آئیں تو ہم اُسے out of turn take up کر لیتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ویسے بھی لغاری صاحب سے میری گزارش ہے اور اُن کو شرمندگی کا بھی احساس ہے، وہ نیچے آ جائیں کیونکہ شرمندگی کے اس احساس کی وجہ سے وہ کہیں نیچے ایوان میں چھلانگ ہی نہ لگا دیں۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب! میرے خیال میں یہ زیادہ مناسب ہے اور آپ یہ قرارداد اسی اجلاس کے اندر ہی لے آئیں تاکہ اسے وفاقی حکومت کو بھجوایا جا سکے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں ابھی قرارداد لے کر آتا ہوں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 711 محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں dispose of۔ اُس کے بعد توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 712 محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں dispose of۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے کل کے واقعہ پر ایک تحریک استحقاق move کی ہے وہ آج ایجنڈا پر ہے۔ میری اُس motion کو ذرا دیکھ لیجئے گا۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! کل ایوان میں جو واقعہ پیش آیا ہے اُس پر ہمیں بھی ایک تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! شیخ صاحب اور محترمہ کی تحاریک استحقاق دیکھ لیجئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک اور اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ میں نے 2009 میں ایک تحریک التوائے کار move کی تھی جس کے ذریعے پنجاب کے کالجوں کے نتائج پر ایوان کی توجہ دلائی تھی۔ میں نے اُس میں اعداد و شمار دیئے تھے کہ کالجوں کے نتائج کہیں 4 فیصد، کہیں 3 فیصد، کہیں 2 فیصد اور کئی کالج ایسے بھی تھے جن کے BA کے نتائج صفر فیصد تھے۔ اُس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے مہربانی کر کے سخت ایکشن لیا جس کے نتیجے میں کافی پرنسپل معطل ہوئے اور حالات کافی بہتر ہوئے۔ اب یہ ہوا ہے کہ میں گورنمنٹ بوائز کالج چونیاں اور گورنمنٹ گرلز کالج چونیاں کے بارے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ دو سو یا دو سو پچاس طلباء کی جگہ صرف 5 طلباء کا داخلہ بھیجا گیا ہے تاکہ اُن کے نتیجے سے کالج کے پرنسپل اور اساتذہ پر کوئی سوال نہ ہو۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس پر ایک کمیٹی بنا دیں تو میں ثابت کر دوں گا کہ پنجاب کے کالجوں میں کیا ظلم ہو رہا ہے۔ ہم اُنہیں اربوں روپیہ دے رہے ہیں جبکہ کالجوں میں

صرف چار پانچ طلباء آرہے ہیں اور باقی سب طلباء اُن کی اکیڈمیوں میں جارہے ہیں۔ تھرڈ ائیر میں 200 طلباء داخل ہوتے ہیں، فائنل ائیر میں جاکر صرف 5 طلباء رہ جاتے ہیں تو یہ عوام پر کتنا بڑا ظلم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میرے خیال میں آپ کا یہ بڑا valid point ہے۔ آپ لاء منسٹر سے مل کر ابھی اس پر بات کریں، ہم اس پر ابھی ایک کمیٹی بنادیں گے۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ سب سے پہلے تحریک استحقاق نمبر 11 جناب اعجاز احمد کاہلوں کی ہے، انہوں نے اس تحریک استحقاق کو pending کرنے کی درخواست دی ہوئی ہے، یہ اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق چودھری محمد طارق گجر صاحب کی ہے، انہوں نے بھی اس تحریک استحقاق کو pending کرنے کی درخواست دی ہوئی ہے، یہ اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اُس کے بعد اگلی تحریک استحقاق چودھری محمد ارشد صاحب کی ہے، یہ pending ہوئی تھی تو انہوں نے بھی اس تحریک استحقاق کو pending کرنے کی درخواست دی ہوئی ہے، یہ اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اُس کے بعد جناب وسیم افضل گوندل صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 15 ہے، اُن کی طرف سے بھی اس تحریک کو pending کرنے کی درخواست آئی ہوئی ہے لہذا اس تحریک کو بھی اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اُس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 16 محترمہ دیبا مرزا، ڈاکٹر غزالہ رضا رانا، محترمہ افشاں فاروق، محترمہ شمیلہ اسلم، محمودہ چیمہ، غزالہ سعد رفیق، نسیم ناصر خواجہ، فرح دیبا، راحت اجمل، ریحانہ حدیث، انجم صفدر، فریحہ نایاب، شہزادی عمرزادی ٹوانہ، صبا صادق، یاسمین خان کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ دیبا مرزا صاحبہ!

امریکی شہری ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے بارے میں نکتہ اعتراض پر معزز خاتون ممبر کا ایوان میں نازیبا الفاظ کا استعمال

محترمہ دیبا مرزا: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ

مورخہ 21-مارچ 2011 کی اسمبلی کی کارروائی کے دوران جب ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے بارے میں بات ہو رہی تھی اس پر ڈاکٹر غزالہ رانا، ایم پی اے نے point of order پر بات کرنے کی کوشش کی تو فوراً عظمیٰ زاہد بخاری، ایم پی اے نے مداخلت کی اور ڈاکٹر غزالہ رانا، ایم پی اے اور دیگر خواتین ممبران اسمبلی کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کئے اور انہیں غلیظ گالیاں نکالیں جس سے ایوان کا ماحول بھی خراب ہوا اور مسلسل hooting ہوتی رہی جس کو صوبہ بھر کی عوام نے دیکھا۔ اس حرکت سے ایوان کا image خراب ہوا۔ عظمیٰ زاہد بخاری کا ایوان میں موصوف ایم پی اے اور دیگر خواتین ممبران اسمبلی کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے اور گالیاں دینے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک ایک ایسے واقعہ سے متعلق ہے جو اسی ایوان میں پیش آیا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ نہ تو اس کے جواب کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی short statement کی ضرورت ہے۔ آپ اس کو مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں تاکہ وہاں یہ معاملہ حل ہو جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر اسد معظم صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 17 ہے، یہ اگلے اجلاس تک pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 18 چوہدری ظہیر الدین خان اور دیگر ممبران کی طرف سے ہے یہ پہلے pending کی گئی تھی۔

ایف آئی اے کی جانب سے معزز ممبر اسمبلی چودھری مونس الٰہی کی گرفتاری کی اطلاع بروقت جناب سپیکر کو ارسال نہ کرنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انھوں نے تحریک میں فرمایا ہے کہ دوران اجلاس کسی بھی ممبر کی اس طرح بغیر اطلاع اسمبلی سپیکر گرفتاری اسمبلی کی توہین ہے جبکہ legal position یہ ہے کہ اس میں کسی بھی ممبر کو اگر cognizable offence ہے تو اسے گرفتار کیا جا

سکتا ہے اور گرفتار کرنے کے بعد 24 گھنٹے کے اندر اطلاع دینی ہوتی ہے یعنی یہ precondition نہیں ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس کو سپیکر صاحب کو refer کریں اور وہ اپنے چیمبر میں اس کا فیصلہ فرمادیں۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں سپیکر کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو اس تحریک کو کمیٹی کو بھجوا دیں اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو 24 گھنٹے کے اندر اطلاع ہوئی ہے تو پھر اس کو dispose of کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت چودھری ظہیر الدین خان صاحب موجود نہیں ہیں اس لئے میں اس تحریک کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کرتا ہوں۔ میں ان کو بلا کر سننے کے بعد اس تحریک کا فیصلہ کروں گا۔ اب تحریک استحقاق نمبر 23 خواجہ محمد اسلام صاحب کی ہے۔ جی، خواجہ محمد اسلام! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

ڈپٹی سیکرٹری صحت (ایڈمن) کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز روّیہ

خواجہ محمد اسلام: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 29-مارچ 2011 کو اسمبلی اجلاس کے دوران وقفہ برائے نماز ظہر کے وقت میں محکمہ صحت سول سیکرٹریٹ میں سپیشل سیکرٹری صحت وقار صاحب کے پاس اپنے حلقہ کے ایک کام کا NOC حاصل کرنے کے لئے گیا۔ سپیشل سیکرٹری نے مزید کارروائی کے لئے درخواست ڈپٹی سیکرٹری (ایڈمن) محکمہ صحت صالحہ سعید کو mark کر دی۔ میں اس کے دفتر میں گیا تو اس کے دفتر میں دو تین افراد بیٹھے ہوئے تھے میں نے درخواست اپنے کارڈ کے ساتھ ان کو دی مگر انھوں نے میری طرف کوئی توجہ نہ دی۔ میں وہاں پانچ سے دس منٹ ان کی توجہ حاصل کرنے کی خاطر بیٹھا رہا مگر وہ اپنے مہمانوں کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف رہیں۔ آخر کار میں نے ان سے مخاطب ہو کر اپنی درخواست کے سلسلہ میں گزارش کی تو انھوں نے بڑے proud اور فخریہ انداز میں کہا کہ "میں اس پر action لیتی ہوں"۔ چونکہ میں نے فوری اسمبلی اجلاس میں آنا تھا میں اپنا کارڈ اور درخواست ان کو دے کر واپس اجلاس میں شرکت کے لئے اسمبلی چلا آیا۔ مگر اس ڈپٹی سیکرٹری نے میرے سامنے میرے کارڈ کو توڑ مروڑ کر اپنے پاؤں کے نیچے پھینک دیا مگر میں اس کی اس بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے سیکرٹری مسٹر عثمان کو ان کے پاس چھوڑ کر چلا آیا تاکہ وہ اس درخواست پر مزید process کروا سکے۔ میرے بعد اس ڈپٹی سیکرٹری نے میرے سیکرٹری مسٹر عثمان کے ساتھ نہایت ہی بُرا سلوک کیا اور اس کی کافی تضحیک کی اس نے

میرے خلاف بھی ہتک آمیز جملے کہے۔ اگر ایک ڈپٹی سیکرٹری کا ایم پی اے اور اس کے سیکرٹری کے ساتھ روّیہ ایسا ہے تو عام آدمیوں کے ساتھ اس کا سلوک کیسا ہوگا؟ اس کے اس روّیہ اور الفاظ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ محمد اسلام صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 23/2011 مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

معزز خاتون ممبر اسمبلی کا ایوان میں نازیبا الفاظ کا استعمال

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج مورخہ 30-مارچ 2011 کو اسمبلی میں وقفہ سوالات کے دوران میں ایک ضمنی سوال میں لاوارث بچوں کے حوالے سے وزیر قانون سے پوچھ رہا تھا کہ ممبر اسمبلی محترمہ ثمینہ خاور حیات نے میری طرف اشارے کر کے آوازیں کسنا اور غلیظ زبان استعمال کرنا شروع کر دی۔ جس پر میں اس خاتون ممبر اسمبلی کے روّیہ کے بارے میں Chair سے مخاطب ہو کر بات کر ہی رہا تھا کہ اس خاتون ممبر اسمبلی نے اپنے پرس سے میک اپ کا سامان اور شیشہ نکال کر میری طرف زور زور سے پھینکنا شروع کر دیا جو مجھے لگا، میک اپ کے سامان سے میرے ہاتھ بھی خراب ہوئے، اس کے ساتھ ساتھ اس نے مجھے اور میرے اہل خانہ کو involve کر کے گندی اور غلیظ زبان استعمال کی جس سے پورے ایوان کا ماحول بھی خراب ہوا اور اسمبلی کی کارروائی بھی کافی دیر تک معطل رہی۔ خاتون ممبر اسمبلی کا ایوان میں دوسرے ممبر اسمبلی پر آوازے کسنا، میک اپ کا سامان اور تیز دھار looking glass پھینکنا، غلیظ اور گندی زبان استعمال کرنا اور توہین آمیز روّیہ کے باعث نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ واقعہ بھی پہلے واقعہ کی طرح اس معزز ایوان میں پیش آیا ہے اس لئے اس کے جواب کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن محترم شیخ صاحب نے جو سامان لکھا ہے اس میں سے انھوں نے ایک چیز غائب کر لی ہے۔ یہ اس House کو یقین دہانی کرائیں کہ وہ چیز یہ خود استعمال نہیں کریں گے۔ (قہقہے)

اس کے علاوہ شیخ صاحب وہ سامان Chair کے پاس جمع کرائیں معہ اس چیز کے جس کا انھوں نے ذکر نہیں کیا اور یہ تحریک مجلس استحقاقات کے سپرد کر دی جائے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ایوان کو تفصیل سے بتایا جائے کہ سامان کیا تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں محترم وزیر قانون صاحب کا بہت شکر گزار ہوں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات نے مجھے جو سامان مارا تھا وہ میں نے ڈاکٹر اسد اشرف کو دے دیا تھا جو ان کے پاس میری امانت تھا۔ انھوں نے مجھے یہ الفاظ بولے تھے کہ میں ایک ذمہ دار آدمی ہوں، آپ کا colleague ہوں، آپ وہ سامان مجھے دے دیں، میں نے ان کو وہ سامان دے دیا انھوں نے باہر جا کر اپنے طور پر ان سے commitment کی اور انھیں دو چیزیں دے دیں اور دو رکھ لیں، اس وقت بھی ان کے پاس میری چیزیں موجود ہیں جو اس House کی ملکیت ہیں۔ میں ان سے آپ کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب وہ چیزیں آپ کے پاس جمع کرائیں۔ مجھے تو openly چیزیں ماری گئی ہیں اور پوری دنیا نے دیکھا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ممبران کے خلاف تحاریک استحقاق آنا شروع ہو گئی ہیں۔ میرے خیال میں ایک ممبر دوسرے ممبر کے خلاف اور دوسرا ممبر تیسرے ممبر کے خلاف تحریک استحقاق دے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ لاء منسٹر صاحب! ہم اس House کے استحقاق اور decorum کی بات کرتے ہیں تو اب ہمیں چاہئے کہ تمام پارلیمانی لیڈران کو بٹھا کر بات کی جائے تاکہ یہ سلسلہ ختم ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اس House کی بے عزتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں یہ بات آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا کہ یہ basic and legal principle کے طور پر آج کے وقت میں تسلیم کیا گیا ہے

اور وہ یہ ہے کہ اس معزز ایوان کا استحقاق ایک معزز ممبر کے روّیے سے بھی مجروح ہو سکتا ہے جو اس معزز ایوان کی روایات کے شایان شان نہیں ہے۔ سپریم کورٹ نے پچھلے دنوں یہ فیصلہ کیا ہے کہ سپریم کورٹ کے ایک sitting judge کے کسی act سے بھی توہین عدالت ہو سکتی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اسی principle کو follow کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی ممبر کا روّیہ اس معزز ایوان کی اعلیٰ روایات کے مطابق نہیں ہے تو وہ معاملہ بالکل مجلس استحقاقات کو under consideration لانا چاہئے اور اس پر جو فیصلہ ہو اس پر Chair کو عملدرآمد بھی کرانا چاہئے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! آپ نے بالکل صحیح بات کی ہے کہ یہ اچھی روایت نہیں ہے کہ ممبران ایک دوسرے کے خلاف تحاریک استحقاق پیش کریں۔ ہم نے اس طرح کی باتیں پہلے کبھی نہیں سنیں۔ میں آپ سے یہ چیز clear کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک ممبر کسی دوسرے ممبر کے خلاف تحریک استحقاق پیش کرے تو اس پر مجلس استحقاقات کیا کارروائی کر سکتی ہے آپ اس بارے میں وضاحت فرما دیں۔ میں نے اس بارے میں سیکرٹری صاحب سے بھی پوچھا ہے کہ یہ بات ہمیں confuse کر رہی ہے کہ ایوان کے اندر جو کارروائی ہوتی ہے کیا اس کے خلاف تحاریک استحقاق آ سکتی ہیں اور مجلس استحقاقات اس ممبر کے خلاف کیا کارروائی کر سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم جمہوریت اور اپنے ایوان کی عزت بحال کریں۔ ایک ہفتہ پہلے میں یہاں پر نہیں تھا لیکن خبروں کے مطابق لوٹوں کے حوالے سے جس طرح کا ماحول ہم نے یہاں بنایا، ہم یہ نہیں سمجھتے کہ جب ہم یہاں بیٹھتے ہیں تو ہمیں نہ صرف پاکستان کے عوام دیکھتے ہیں بلکہ پوری دنیا دیکھتی ہے۔ ہم نے جس طرح اپنی اسمبلی کا image باہر دکھایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ہم سب کو شرم آنی چاہئے۔ گھر میں disputes ہوتے ہیں لیکن اُس کو اس طرح اچھالنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کل موصوفہ نے جو حرکت کی وہ کوئی باعزت نہیں ہے لیکن میں شیخ صاحب سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ اس بات کو طول کر دے ہم اس سے کیا نکالنا چاہتے ہیں، کیا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم روزانہ خبروں میں

آئیں اور اسمبلی میں اس طرح کا کام کریں کہ کل کو لوگ یہ کہیں کہ اس طرح کی اسمبلی کے بغیر ہی ہم بہتر تھے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کو مثبت روّیہ اختیار کرنا چاہئے۔ شیخ صاحب میرے بڑے بھائی ہونے کے ناتے سے میں اُن کے علم کی قدر کرتا ہوں کیونکہ وہ اسمبلی میں مثبت کام کرتے ہیں لیکن اس طرح کے معاملات جس سے negativity باہر آتی ہے اُس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چوہان صاحب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے لیکن تحریک استحقاق کے لئے آدھ گھنٹہ ہوتا ہے اور جن ممبران کی تحاریک استحقاق ہیں اُن کا ٹائم kill ہو جائے گا۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میں شیخ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کو عزت سے واپس لے لیں کیونکہ اُن کا point of view واضح ہو گیا ہے لیکن مزید اس پر کوئی بحث نہ کی جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک استحقاق کافی ممبران کی طرف سے ہے۔ اسے کون پیش کرے گا؟

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 30-مارچ2011 اسمبلی کی کارروائی میں وقفہ سوالات کے دوران اپوزیشن ممبر محترمہ ثمینہ خاور حیات نے ممبر اسمبلی شیخ علاؤالدین کے ضمنی سوال پر کھڑے ہونے پر نہ صرف شور شرابہ شروع کر دیا بلکہ معزز ممبر پر میک اَپ کا سامان بھی پھینکنا شروع کر دیا۔

میں آپ کی اجازت سے اس تحریک میں کچھ اضافہ بھی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی نہیں۔ آپ صرف اس تحریک کو پڑھیں۔

معزز ممبر اسمبلی کا ایوان میں غیر پارلیمانی روّیہ، ناشائستہ زبان اور ذو معنی حرکات کا مظاہرہ

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: اس کے علاوہ ایسی غیر اخلاقی اشیاء ایوان میں لا کر اُن کے اوپر پھینکی گئیں جس سے نہ صرف تمام معزز ممبران بلکہ خواتین کی عزت و ناموس اور وقار کو داغدار کیا ہے بلکہ اُن کا اعتماد مجروح ہوا ہے۔ اسمبلی میں اکھاڑے کا ماحول پیدا کر کے کارروائی کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ چنانچہ وقفہ سوالات محترمہ ثمینہ خاور حیات کے پیدا کردہ ہنگامہ کی نذر ہو گیا اور سوالات پر کارروائی آگے نہ بڑھ پائی۔ یہ ایوان ملک کے سب سے بڑے صوبے کا ایوان ہے جس کی کارروائی براہِ راست پوری دنیا میں دیکھی

جاتی ہے۔اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈوں سے ممبران اسمبلی خصوصاً خواتین کا وقار بُری طرح مجروح ہو رہا ہے۔ ہم لاکھوں لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں مگر اجلاس کی کارروائی فضول گوئی اور number scoring کی نذر ہو رہی ہے۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات کے غیر پارلیمانی، ناشائستہ اور غیر مہذب روّیہ کی بناء پر نہ صرف وقفہ سوالات کے دوران اہم سوالات ضائع ہو گئے بلکہ غیر پارلیمانی روّیہ، ناشائستہ زبان اور ذو معنی حرکات والفاظ سے تمام خواتین سراپا احتجاج ہیں۔ایک خاتون ممبر اسمبلی کا ایوان کے اندر اس قسم کا روّیہ تمام خواتین کے لئے باعث شرمندگی ہے۔ اس سے نہ صرف خواتین بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا استدعا ہے کہ ہماری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ اسی واقعہ سے متعلق ایک تحریک استحقاق آپ already استحقاق کمیٹی کے سپرد کر چکے ہیں لہذا آپ اسے بھی کمیٹی کے سپرد فرما دیں۔ جو بات میرے بھائی چوہان صاحب نے کی ہے، میری اُن سے گزارش ہے کہ اس House کے اندر بھی معزز ممبران ہی بیٹھ کر اس معاملے پر غور و خوض کر رہے ہیں۔ استحقاق کمیٹی میں بھی آپ لوگ ہی بیٹھے ہیں وہاں ایک کمرے میں بیٹھ کر اچھے انداز میں اس پر غور و خوض کریں اور ایک بہتر strategy لے کر سامنے آئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی زیادہ بہتر اور مؤثر ہو سکتا ہے۔ استحقاق کمیٹی کوئی penalizing forum نہیں ہے بلکہ وہاں پر بیٹھ کر آپ نے discussion کر کے ان چیزوں پر غور کرنا ہے کہ یہ چیزیں آپ کو کس طرح سے harmful ہو رہی ہیں، کس طرح سے آپ ان کو بہتر کر سکتے ہیں اور اس معزز ایوان کی روایات اور عزت و احترام میں کس طرح سے اضافہ کر سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جوئیل عامر سہوترا صاحب! اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

ڈی جی (نرسنگ) لاہور کا معزز ممبران کے ساتھ تضحیک آمیز روّیہ

جناب جوئیل عامر سہوترا: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے واقعہ کے بارے میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں جناب پرویز رفیق، ایم پی اے کے ہمراہ 29-مارچ 2011 کو دو، سوا دو بجے کے درمیان ڈی جی (نرسنگ) نرگس پروین کے دفتر گئے اور وہاں جا کر اُن سے اپنا تعارف کرایا۔ میں ابھی

سیٹ پر بیٹھا ہی تھا کہ tissue box سے ایک tissue paper نکال کر پیشانی سے پسینہ صاف کرنے لگا تو میڈم صاحبہ نے مجھ سے کہا کہ tissue paper کس کی اجازت سے لیا ہے کیونکہ یہ سرکاری tissue paper ہیں؟ پھر انہوں نے فوراً ہی طیش میں آ کر ہم سے کہا کہ آپ میرے دفتر سے باہر چلے جائیں۔ میں نے کہا کہ ہم ایم پی اے ہیں اور کسی بھی سرکاری دفتر میں جا سکتے ہیں مگر محترمہ نے انتہائی کرخت لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتی اور یہاں پر کئی ایم پی اے ایسے ہی منہ اٹھا کر چلے آتے ہیں لہذا آپ میرے دفتر سے چلے جائیں۔ اس بات سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ اگر ایم پی اے صاحبان کے ساتھ یہ روّیہ ہے تو عام آدمی کے ساتھ کیا روّیہ ہو گا؟ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ میں اس حوالے سے صرف دو short statements دینا چاہوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے خیال میں اس میں short statement کی ضرورت نہیں ہے آپ اسے بھی استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں اور اس سے پہلے جو تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے اسے بھی استحقاق کمیٹی کے سپرد فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہیں۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 51/2011 محترمہ حمیرا اویس شاہد اور جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کی طرف سے ہے۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ نے ایک کمیٹی بنانی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ نے جو نام suggest کئے تھے اس حوالے سے لاء منسٹر صاحب سے بات ہو گئی تھی۔ اس پر ہم آج ایک کمیٹی بنا دیں گے جس کے نام میں کل تک announce کر دوں گا۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر114/2011 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ لاء منسٹر صاحب! یہmove ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

ملٹی نیشنل کمپنیوں کی طرف سے مضر صحت دودھ فارمولا کی فروخت

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار میں جو معاملہ شیخ صاحب نے اٹھایا ہے یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے، اس میں بچوں کی صحت سے متعلق معاملات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ محکمے کی طرف سے دیا گیا جواب بالکلstereo type ہے اس لئے میں چاہوں گا کہ محترم شیخ صاحب اس جواب کو ایک دفعہ ملاحظہ کر لیں تاکہ جن چیزوں کی یہ نشاندہی کریں گے اُس کے مطابق اس معاملہ کو محکمہ کوrefer کیا جائے۔Pure Food Authority Act بھی پچھلے اجلاس میں کابینہ نے approve کیا ہے اور یقیناً اگلے اجلاس میں اُس پر قانون سازی ہو گی۔ اس جواب کے بعد جو چیزیں فائنل ہوں گی انہیں پھر سٹینڈنگ کمیٹی کوrefer کریں گے تاکہ انہیں Pure Food Authority Act میںinclude کیا جا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! پہلے آپ اسے دیکھ لیں پھر اس کا فیصلہ کرتے ہیں اور فی الحال اسے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر115 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

مال روڈ بالمقابل پنجاب اسمبلی احتجاجی جلوس روکنے کے لئے اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی کے قیام کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مال روڈ (شاہراہ قائد اعظم) پر روزانہ نکلنے والے جلوسوں اور احتجاجی مظاہروں جن کے بارے میں محرک2006 سے بارہا ایوان میں توجہ دلا چکا ہے لیکن آج تک کوئی مثبت پیشرفت نہ ہونے کی وجہ سے مورخہ 8۔دسمبر2010 کو دوران اجلاس جو غنڈہ گردی اور توڑ پھوڑ نہ صرف اسمبلی کےcompound میں کی گئی بلکہ بہت سے معزز ارکان کی گاڑیوں کو بھی تباہ کیا گیا اور اسمبلی کے سکیورٹی سٹاف کو بھی مار پیٹا گیا، ان کے کپڑے پھاڑ دیئے گئے۔ فروری2006 میں جب خاکوں پر مال روڈ پر توڑ پھوڑ کی گئی اور بے

شمار دکانوں، شورومز اور گاڑیوں کو تباہ و برباد کیا گیا اس وقت بھی پولیس بالکل بے بس ثابت ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ 90 شاہراہ قائداعظم، واپڈا ہاؤس، الفلاح بلڈنگ، پنجاب اسمبلی اور دوسری املاک کو بچانے کے لئے رینجرز کی نفری طلب کرنا پڑی تھی۔ اس کے باوجود پنجاب اسمبلی کے ایک حصہ کو جس طرح مظاہرین نے داخل ہو کر آگ لگا دی تھی وہ ایک تلخ تاریخی حقیقت ہے۔ محرک نہ صرف ان تمام واقعات کا عینی شاہد ہے بلکہ اس وقت قائم کی گئی Loss Assessment Committee کا ممبر بھی تھا۔ موجودہ اسمبلی کے پچھلے اجلاسوں میں بھی محرک نے بارہا یہ کہا کہ مال روڈ (شاہراہ قائداعظم) کو No Protest Area قرار دے دیا جائے۔ شاہراہ قائداعظم نہ صرف ایک انتہائی اہم سڑک ہے بلکہ اگر اسے لاہور کی main traffic Jugular Vein کہا جائے تو بہتر ہوگا جس پر سے گزر کر میو ہسپتال، گنگا رام ہسپتال اور لیڈی ولنگڈن ہسپتال کی طرف جانے والی ایمبولینسیں گھنٹوں پھنسی رہتی ہیں۔ مریضوں اور لواحقین پر کیا گزرتی ہوگی اور اس کے علاوہ ان ہسپتالوں اور ائرپورٹ کی طرف آنے جانے والے لوگ کسی بھی جلوس یا ریلی کے نمودار ہوتے ہی ایک مسلسل ناکردہ گناہ کے عذاب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اربوں روپے کی کاروباری سرگرمیاں اور املاک مسلسل خطرات میں گھری رہتی ہیں۔ اس انتہائی اہم معاملے پر مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیر آج بلکہ ابھی عوام کے وسیع تر مفاد میں فیصلہ کیا جانا از بس ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے جواب میں محکمہ کی طرف سے آنے والے جواب میں انہوں نے ان واقعات سے متعلق جن کی نشاندہی کی گئی ہے، جو مقدمات درج ہوئے اور ان پر ہونے والی کارروائی کی تفصیل بیان کی ہے لیکن واقعی یہ بات قابل افسوس اور قابل غور ہے۔ قابل افسوس اس لحاظ سے کہ جو صاحبان یا جو segment of society یہاں پر اپنے protest کو registered کرانے کے لئے آتے ہیں اور یہ انہی دنوں میں آتے ہیں جن دنوں میں اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہوتا ہے۔ ان کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ اس معزز ایوان کے knowledge میں لائیں کہ ان کے یہ مسائل ہیں تاکہ ان کے مسائل کو تھوڑی تقویت ملے اور ان کا protest اجاگر ہو اور متعلقہ اتھارٹی اور حلقوں تک پہنچے۔ یہاں پر میں یہ بات بھی کرنا چاہوں گا کہ جب بھی باہر کوئی جلوس آیا ہے اور اگر اس وقت اجلاس چل رہا تھا تو ہمیشہ Chair نے یہاں سے ایک high powered اور high

level کمیٹی جس میں منسٹرز اور اپوزیشن کے ممبران کو وہاں بھیجتے ہیں انہیں وہاں سے اسمبلی میں بلا کر نہ صرف ان کی بات سنی جاتی ہے بلکہ ان کی چائے پانی سے خاطر تواضع بھی کی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود بعض اوقات لوگ violate ہو جاتے ہیں اور violence شروع کر دیتے ہیں جیسے پچھلے دنوں میں ڈاکٹر صاحبان اور اس سے پہلے اسی طرح سے دوسرے لوگ بھی ہوئے تو اب ان کے خلاف اگر طاقت کا استعمال کیا جائے جس کے اپنے repercussions ہیں تو پھر بات یہ کی جاتی ہے کہ جمہوری دور ہے اور جمہوریت میں ہر آدمی کا پرامن احتجاج کرنا آئینی حق ہے لہذا انہیں ان کے آئینی اور قانونی حق سے روکا جا رہا ہے۔ اگر سختی نہ کی جائے تو پھر ایسے واقعات بھی ہوتے ہیں جن کا ذکر شیخ علاؤالدین صاحب نے کیا ہے۔ اب اس پر کوئی حتمی رائے قائم کرنا مشکل ہو رہا ہے اور قانونی طور پر مال روڈ کو block کرنا یہاں پر آ کر احتجاج کرنے کی کسی کو بھی یہ اجازت نہیں ہے۔ یہ احتجاج without any permission ہو رہے ہیں۔ صرف روکنے کی بات ہے تو اگر ان کے خلاف طاقت کا استعمال کیا جائے تو پھر اس کا براہ راست impact اس معزز ادارے اور جمہوریت پر آتا ہے۔ میں اس سلسلے میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ اس issue پر پریس یعنی میڈیا کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں کو بھی شامل کریں اور اس کے بعد اگر اس vicinity میں یا اسمبلی چیمبر کے ارد گرد کوئی ایک جگہ مخصوص کر دی جائے تاکہ احتجاج کے لئے آنے والے لوگ یا اپنا مسئلہ ایوان کے سامنے رکھنے کے لئے آئیں تو وہ اس جگہ پر چلے جائیں جہاں پر احتجاج کرنے یا بیٹھنے کا نہ صرف انتظام ہو بلکہ ان کے لئے موسم کے لحاظ سے پانی وغیرہ کا بھی انتظام کر دیا جائے تاکہ جب وہاں پر آئیں تو اس کے بعد ان کا رابطہ اس معزز ایوان سے ہو جائے یا یہاں تک ان کی بات پہنچ جائے۔ اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ جناب سپیکر کی سربراہی میں ایک کمیٹی کام کرے جس کے ممبران جنہیں وہ مناسب سمجھتے ہیں، انتظامیہ سے، گورنمنٹ سے اپوزیشن سے لے لیں اور اس پر ایک consensus decision ہو۔ میڈیا بھی on board ہو اور اس کے مطابق جو فیصلہ ہو، جو جگہ مختص ہو تو حکومت اس پر عمل کے لئے تیار ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میرے خیال میں یہ بات ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کی بات انتہائی موزوں ہے تو اس کے لئے ایک جگہ مختص کر دی جائے جو کہ ممکن ہے تو اس پر آپ کوئی فیصلہ کر دیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ اس کے لئے لاء منسٹر صاحب سے مل لیں اور پہلی تحریک التوائے کار کی طرح اسے بھی۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں۔اس پر لاء منسٹر صاحب نے اپنا view دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری بات سن لیں کہ اس پر آپ بیٹھ کر کچھ ناموں کا decide کر لیں اور میرے خیال میں چونکہ مال روڈ کی بات ہو رہی ہے تو مال روڈ کے تاجروں کی ایسوسی ایشن کو بھی اس میں شامل کریں، انتظامیہ کو شامل کریں، اسمبلی کے ممبران کو شامل کر کے ایک کمیٹی propose کر کے میرے پاس لے آئیں جسے بنا کر ہم باقاعدہ بات کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میڈیا کو بھی شامل کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ظاہری بات ہے کہ میڈیا کو بھی شامل کرنا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 116 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

میاں ڈویلپرز لاہور کا نام نہاد احمد ہاؤسنگ سکیم کے ذریعے عوام الناس کو لوٹنا

شیخ علاؤالدین: شکریہ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ نام نہاد ہاؤسنگ سکیموں کے لبادے میں بے بس عوام کے اربوں روپے بد قماش عناصر عرصہ دراز سے مسلسل لوٹ رہے ہیں۔ معزز ایوان کی توجہ میاں ڈویلپرز نامی ایک ادارہ جو پنجاب اسمبلی سے صرف چند سو گز کے فاصلے پر عرصہ دراز سے احمد ہاؤسنگ سکیم کے نام پر مظلوم عوام کو لوٹ رہا ہے، کے خلاف فوری کارروائی کا کیا جانا از حد ضروری ہے۔ میاں ڈویلپرز نے احمد ہاؤسنگ سکیم کے بارے میں ملک کے اہم اخبارات میں بڑے بڑے اشتہارات دیئے اور امریکن ڈیزائن کے گھر لاہور شہر میں موٹروے کے سنگم پر صرف تین لاکھ 99ہزار روپے کے حساب سے 2006 میں دینے کا وعدہ کیا اور ان اشتہارات کی بنیاد پر ہزاروں لوگوں سے کروڑوں روپے اکٹھا کر لیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈویلپمنٹ چارجز کی مد میں بھی ایک خطیر رقم لوگوں سے وصول کر لی لیکن یہ المیہ ہے کہ میاں ڈویلپرز نے کوئی گھر اپنے کسی بھی client کو آج تک نہ دیا ہے اور محض بوگس الاٹمنٹ لیٹر کی بنیاد پر عوام کا کروڑوں روپیہ خُورد بُرد ہو چکا ہے۔ سر چھپانے کے لئے ایک گھر ہر خاندان کی ضرورت ہے اور شہروں میں خاص طور پر لاہور میں گھروں کی نایابی ایک قومی مسئلہ بن چکا ہے۔ ان حالات میں یہ نام نہاد ڈویلپرز عوام کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔ ایسی تمام بوگس سکیمیں اور ان کے سپانسرز کے خلاف فوری طور پر آہنی ہاتھوں سے نہ صرف

کارروائی ضروری ہے بلکہ عوام کا تمام پیسا ان بدقماش عناصر سے وصول کیا جانا بھی بہت ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! کہاں گئے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ کالج چونیاں پر اس ایوان کے ممبران پر مشتمل کمیٹی بنادیں تو میں ثابت کروں گا کہ کس طرح غریب بچوں کے داخلے روک کر انہیں کالج سے بھگایا جارہا ہے اور اس قوم کے اربوں روپے یہ اساتذہ کھا رہے ہیں۔ اس پر مہربانی کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اسے دیکھتا ہوں۔ لاء منسٹر صاحب! شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب نہیں آیا اس کو آپ pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 147/2011 محترمہ خدیجہ عمر کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 162/2011 چودھری عامر سلطانہ چیمہ اور محترمہ سیمل کامران کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 174/2011 چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ سیمل کامران کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 180/2011 محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 182/2011 محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں، لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 183/2011 چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ سیمل کامران کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 187/2011 جناب اعجاز احمد کاہلوں کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 196/2011 محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ قمر عامر چودھری اور محترمہ انبساط احمد کی جانب سے ہے۔ موجود نہیں ہیں، لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر

201/2011 محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے۔ موجود نہیں ہیں، لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 202/2011 محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 203/2011 ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کی طرف سے ہے۔

صوبہ کے سرکاری ہسپتالوں میں ادویات کی لوکل پرچیز کی مد میں خُورد بُرد

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت ہر سال کے بجٹ میں کروڑوں روپے ادویات کی لوکل پرچیز LP کی مد میں ہر چھوٹے بڑے ہسپتال اور ہیلتھ سنٹرز کو فراہم کرتی ہے۔ یہ ادویات لوکل پرچیز کر کے ایمرجنسی میں داخل ہونے والے مریضوں کے لئے ہوتی ہیں تاکہ ان کا فوری علاج ہو سکے اور ایمرجنسی میں داخل ہونے والے مریضوں کے لواحقین کو بھی پریشانی نہ ہو مگر اس مقصد کے لئے جو فنڈ/گرانٹ فراہم کی جاتی ہے وہ VVIP اور VIP مریضوں کے نام پر ادویات لوکل پرچیز کر کے خُورد بُرد کر لی جاتی ہیں۔ ایمرجنسی میں داخل ہونے والے مریضوں اور مستحق مریضوں کو اس LP فنڈ اور گرانٹ سے کوئی فائدہ نہ ہوتا ہے۔ خاص کر یہ فنڈ میو ہسپتال، جناح ہسپتال، سرگنگا رام ہسپتال، چلڈرن ہسپتال، لاہور جنرل ہسپتال، نشتر ہسپتال، الائیڈ ہسپتال اور اسی طرح کے دیگر بڑے بڑے ہسپتالوں کو جو فراہم کیا جاتا ہے اس میں 70/80 فیصد یہ گرانٹ متعلقہ AMS,MS اور DMS کی ملی بھگت سے خُورد بُرد کر لی جاتی ہے۔ اس کا کاغذی ریکارڈ دکھا دیا جاتا ہے مگر عملی طور پر اس گرانٹ اور فنڈز سے مستحق مریضوں کو کوئی فائدہ نہ ہوتا ہے۔ اس طرح ہر سال کروڑوں روپے کی یہ گرانٹ غریب اور مستحق مریضوں کے نام پر حاصل کر کے صرف چند VVIP اور VIP کو ادویات فراہم کر کے اس کا ایک بڑا حصہ خُورد بُرد کر لیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی اس کا جواب نہیں آیا۔ آپ اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ اس کا جواب نہیں آیا لہذا یہ اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 218/2011 چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ سیمل کامران کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 221/2011 چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ سیمل کامران کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 233/2011 شیخ علاؤالدین کی طرف سے ہے۔

شاہی قلعہ لاہور میں پابندی کے باوجود افسران کی ملی بھگت سے تقریبات منعقد کروانے سے قومی ورثہ کو نقصان پہنچنے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شاہی قلعہ لاہور جس کو Antiquities Act 1975 کے تحت مکمل تحفظ حاصل ہے اور جس کے استعمال پر UNESCO نے بھی سخت پابندی لگائی تھی لیکن وہاں محکمہ آثار قدیمہ کی ہٹ دھرمی کے باعث مسلسل تقریبات منعقد کی جارہی ہیں۔ دسمبر 2010 میں شادی کی تقریبات منعقد کی گئیں جس پر کوئی ایکشن نہ لیا گیا۔ دیوان خاص جو انتہائی خوبصورت پتھر سے بنا ہوا ہے اور جہاں کسی بھی قسم کی تقریب کا منعقد کیا جانا سخت ممنوع ہے۔ ایک ملٹی نیشنل کمپنی نے 26۔جنوری 2011 کو ایک رنگین عشائیہ کی تقریب منعقد کی اور جس کی نہ صرف کوئی اجازت لی گئی اور وہاں باربی کیو کے لئے کوئلہ وغیرہ کا استعمال کیا گیا جو دیوان خاص کے پتھر کے لئے انتہائی مضر ثابت ہوا۔ یہ امر بھی حیران کن ہے کہ ایک طرف تو دیوان خاص اور شیش محل جہاں عوام کے لئے تو ٹکٹ خرید کر بھی داخلہ ممنوع ہے دوسری طرف پھر وہ کون سے جناتی ہاتھ ہیں جو اس قومی ورثہ کو اپنی چودھراہٹ اور اختیار کے زعم میں تباہی کی طرف دھکیل رہے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا بھی جواب نہیں آیا لہذا یہ بھی اگلے اجلاس تک pending فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بھی اگلے اجلاس تک pending کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 243/2011 شیخ علاؤالدین اور جناب اعجاز احمد کاہلوں کی طرف سے ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے، محترم لاء منسٹر نے جواب دیا تھا اور اس پر کمیٹی بنی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ پھر دوبارہ کیوں آ گئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب بھی میں نے پڑھ دیا تھا اور ایک سب کمیٹی بنائی گئی تھی جس کی شیخ صاحب کے ساتھ میٹنگ ہو رہی ہے اس کے latest result کا مجھے معلوم نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ میں عرض کرتا ہوں۔ تین چار دن پہلے لاء منسٹر صاحب کے کمرے میں ہی میٹنگ ہوئی تھی اور کل پھر میٹنگز ہو رہی ہیں۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 253/2011 محترمہ زوبیہ رُباب ملک کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 255/2011 جناب محمد محسن خان لغاری، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی اور میاں شفیع محمد کی طرف سے ہے۔ لغاری صاحب! آپ اس کو پیش کریں۔ چونکہ آپ بہت دور بیٹھے ہیں، میں آپ کی طرف یہ تحریک بھیج رہا ہوں تب تک میں اگلی تحریک لیتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر 265/2011 رانا تنویر احمد ناصر کی طرف سے ہے۔

محکمہ بہبود آبادی میں میل موبلائزر پراجیکٹ میں بھرتی کئے گئے ملازمین کی کم تنخواہ اور مراعات سے محرومی

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے جس کی موجودہ آبادی تقریباً سترہ کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔ آبادی میں تیزی سے اضافہ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔ اس مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا بھر میں ہر سال 11۔ جولائی کو عالمی یوم آبادی منایا جاتا ہے تاکہ تمام

طبقات کو تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے خطرات اور مسائل سے آگاہی دلائی جا سکے۔ حکومت پاکستان نے بڑھتی ہوئی آبادی کے مسئلہ پر قابو پانے کے لئے منصوبہ بندی کے نام سے ایک محکمہ قائم کیا جسے بعد میں بدلتے ہوئے ماحول سے ہم آہنگ بنانے اور مزید فعال بنانے کے لئے پاپولیشن ویلفیئر کا نام دے دیا گیا۔ محکمہ نے اپنی کارکردگی میں اضافہ کرنے کے لئے میل موبلائزر پراجیکٹ شروع کیا۔ ابتدائی طور پر مختلف یونین کونسلز میں گریجویٹ مرد حضرات کو محکمہ میں بھرتی کیا گیا تاکہ یہ گریجویٹ براہ راست مرد حضرات کو فیملی پلاننگ کے لئے قائل کر سکیں۔ محکمہ کا یہ پراجیکٹ نہایت کامیاب رہا۔ جس پر اس میں مزید توسیع کرتے ہوئے تقریباً ہر یونین کونسل کی سطح پر contract کی بنیاد پر ایک گریجویٹ میل موبلائزر بھرتی کیا گیا جسکی تنخواہ ماہانہ -/4000 روپے مقرر کی گئی جبکہ بھرتی کے اشتہارات میں یہ کہا گیا تھا کہ تمام بھرتی شدہ میل موبلائزرز کو محکمہ ایک ایک بائیسکل فراہم کرے گا اور اس کی maintenance کے لئے ماہانہ -/200 روپے الاؤنس دیا جائے گا جبکہ ذاتی موٹر سائیکل رکھنے کی صورت میں ماہانہ -/1000 روپے موٹر سائیکل maintenance الاؤنس دیا جائے گا۔ Contract کی ایک شق یہ بھی ہے کہ میل موبلائزرز کو ابتدائی طور پر دو سال کے لئے بھرتی کیا جائے گا اور تسلی بخش کارکردگی پر مزید توسیع دی جائے گی جبکہ دو سال مدت ملازمت کی تکمیل پر -/200 روپے کی انکریمنٹ بھی لگائی جائے گی لیکن اس contract کے چار پانچ سال گزر جانے کے باوجود آج تک ان ملازمین کو سائیکل دی گئی اور نہ ہی ذاتی موٹر سائیکل رکھنے والوں کو موٹر سائیکل الاؤنس دیا جاتا ہے۔ ان گریجویٹ میل موبلائزرز کی تنخواہ آج بھی -/4000 روپے ماہانہ ہے جبکہ حکومت پاکستان اور عدالت عظمیٰ کے فیصلہ کے مطابق کم از کم تنخواہ -/7000 روپے ماہانہ مقرر کی گئی ہے۔ 11۔ جولائی 2009 کو وزیراعظم پاکستان نے عالمی یوم آبادی کے دن کے سلسلہ میں منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ان میل موبلائزرز کو فوری طور پر مستقل کرنے کے احکامات جاری کئے۔ اس سلسلہ میں نیا سٹینڈرڈ آپریٹنگ پروسیجر (SOP) مرتب کیا گیا اور تبدیل ہوتے ہوئے زمینی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے ان میل موبلائزرز کا نام تبدیل کر کے سوشل موبلائزرز رکھ دیا گیا اور نئے SOP کے مطابق سوشل موبلائزرز کی تنخواہ -/7000 روپے ماہانہ مقرر کی گئی لیکن آج تک نہ تو اس SOP کو رائج کیا گیا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی عملدرآمد ہوا ہے۔ اٹھارہویں ترمیم کی منظوری کے بعد اب یہ محکمہ وفاق سے صوبہ کو منتقل ہو گیا ہے اور صوبہ پنجاب کے ان سوشل موبلائزرز کا مستقبل ابھی تک غیر محفوظ ہی ہے کیونکہ حکومت پنجاب نے ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا ہے اور نہ ہی انہیں ملازمت پر مستقل کیا ہے۔ ان سوشل موبلائزرز

سے متعلق تمام امور پر غور اور بحث کرنے کی ضرورت ہے۔ نہ صرف ان کی تنخواہ میں اضافہ ہونا چاہئے بلکہ انہیں ملازمت پر مستقل بھی کیا جانا چاہئے تاکہ وہ اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ اپنے اہل و عیال کی کفالت بھی احسن طریقہ سے کر سکیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقائم سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو pending فرما دیں کیونکہ اس کا جواب میرے پاس نہیں پہنچا۔

جناب قائم مقائم سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ لغاری صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 255/2011 پڑھیں۔

ڈیرہ غازی خان میں محکمہ لائیو سٹاک کی موبائل ٹیموں کی غفلت سے مویشیوں میں منہ کھر کی بیماری میں اضافہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "خبریں" مورخہ یکم فروری 2011 کی خبر کے مطابق ضلع ڈیرہ غازی خان میں جانوروں میں منہ کھر کی بیماری میں شدت آ رہی ہے۔ اس بیماری کے لئے ویکسین نایاب ہو گئی ہیں۔ علاقے کے لوگوں نے شکایت کی ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک کی موبائل ٹیموں کا کہیں نشان نہیں، لوگ انتظار کرتے رہ جاتے ہیں جس کی وجہ سے مال مویشی بکریاں، گائے، بیل، متاثر ہو رہے ہیں اور ان کی ہلاکتیں ہو رہی ہیں، لوگوں نے محکمہ کی اس بے حسی پر احتجاج بھی کیا لیکن کوئی شنوائی نہیں ہو رہی، لوگ جہاں تک ہو سکے اپنی مدد آپ کے تحت جانوروں کی دیکھ بھال کر رہے ہیں اور محکمہ کا عملہ فرائض میں مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ لوگوں نے کثیر تعداد میں ڈی سی او سے پُر زور مطالبہ کیا ہے کہ فوری طور پر ویٹرنری ٹیموں کو فیلڈ میں بھجوایا جائے۔ اس کے علاوہ انہوں نے کہا کہ ویٹرنری ہسپتال میں باقی ادویات بھی نایاب ہیں عوام میں اس بیماری اور اس سے پیدا ہونے والی صورتحال پر شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ معاملہ عوامی اہمیت کا حامل ہے اور اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک میں ایک اخبار کی خبر کے حوالے سے جو بات کی گئی ہے یہ اس حد تک درست ہے کہ فروری کے مہینے میں ڈیرہ غازی خان کے علاقے میں بہت سارے جانور اس بیماری کا شکار ہوئے ہیں لیکن یہ کہنا غلط ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک اور دوسرے محکموں نے اس بارے میں کوئی توجہ نہیں دی بلکہ جونہی یہ خبر سامنے آئی تو اس سے پہلے بھی محکمہ پوری طرح سے آگاہ تھا لیکن اس کے بعد انہوں نے وہاں جاکر زیادہ توجہ دی۔ اس بیماری کو دور کرنے کے لئے علاج معالجہ کی سہولت اور ویکسین اس علاقے میں وافر مقدار میں پہنچائی گئی اور اب یہ معاملہ کنٹرول میں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کو ان کی ہمدردی کرنا مناسب نہیں ہوگا لیکن جس طرح سرکاری محکموں کا حال ہے اور خاص طور پر ویٹرنری کے ڈاکٹروں کا تو کوئی حال نہیں ہے۔ کیا آپ یہ یقین کر سکتے ہیں کہ وہ لوگ گئے ہوں گے اور انہوں نے دور دراز کے پہاڑی علاقوں میں کوئی انتظام کیا ہوگا؟ اگر آپ کو یہ بات قبول ہے تو ہمیں بھی قبول ہے لیکن یہ ایک حقیقت پر مبنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ضلع ڈیرہ غازی خان کا کافی سارا علاقہ سیلاب میں بھی متاثر ہوا تھا اور محترم محمد محسن خان لغاری صاحب خود اس معزز ایوان میں اس بات کی تعریف کر چکے ہیں اور اسے appreciate بھی کر چکے ہیں کہ اس دوران تمام ڈیپارٹمنٹس نے اچھا کام کیا ہے۔ اس سیلاب میں خواہ جانور متاثر ہوئے تھے یا آبادی متاثر ہوئی ہے اس بارے میں محکموں کی کارکردگی قابل تعریف تھی۔ اس سلسلے میں اگر محترم محمد محسن خان لغاری صاحب کسی جگہ کی نشاندہی کریں جہاں پر ابھی یہ مسئلہ موجود ہے اور متعلقہ محکمہ کے لوگ وہاں پر نہیں پہنچے تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس کمی کو دور کرایا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب! وزیر قانون نے اس معاملہ پر یقین دہانی کرائی ہے آپ انہیں مل لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر یہ کسی اور علاقے میں گئے ہیں تو مجھے پتا نہیں ہے لیکن میرے حلقے میں کوئی سرکاری اہلکار نہیں گیا کیونکہ میں حزب اختلاف سے تعلق رکھتا ہوں اس لئے میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ بہت شکریہ۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ محترم محسن خان لغاری صاحب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کسانوں کی پریشان کن صورتحال کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

(اذانِ ظہر)

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کسانوں کی پریشان کن صورتحال کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کسانوں کی پریشان کن صورتحال کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کسانوں کی پریشان کن صورتحال کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

وفاقی حکومت کی جانب سے جاری کردہ زرعی اشیاء پر ٹیکس کے آرڈیننس کو واپس لینے کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ٹریکٹرز، زرعی ادویات، کھاد، بیج، زرعی آلات اور دیگر زرعی ضروریات جو زراعت کے لئے ضروری ہیں پر ایک آرڈیننس کے ذریعے عائد کردہ 17 فیصد ٹیکس کو فوراً واپس لیا جائے کیونکہ اس سے زرعی لوازمات کی قیمتیں آسمان کو چھونے لگیں گی اور یہ کسانوں کی پہنچ سے باہر ہو جائیں گی۔ اس سے ملک کی زرعی پیداوار پر منفی اثرات ہوں گے اور یہ کسان دشمنی کے مترادف ہے لہذا اس آرڈیننس کے تحت نافذ کردہ ٹیکس کو فوراً واپس لیا جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ٹریکٹرز، زرعی ادویات، کھاد، بیج، زرعی آلات اور دیگر زرعی ضروریات جو زراعت کے لئے ضروری ہیں پر ایک آرڈیننس کے ذریعے عائد کردہ 17 فیصد ٹیکس کو فوراً واپس لیا جائے کیونکہ اس سے زرعی لوازمات کی قیمتیں آسمان کو چھونے لگیں گی اور یہ کسانوں کی پہنچ سے باہر ہو جائیں گی۔ اس سے ملک کی زرعی پیداوار پر منفی اثرات ہوں گے اور یہ کسان دشمنی کے مترادف ہے لہذا اس آرڈیننس کے تحت نافذ کردہ ٹیکس کو فوراً واپس لیا جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ٹریکٹرز، زرعی ادویات، کھاد، بیج، زرعی آلات اور دیگر زرعی ضروریات جو زراعت کے لئے ضروری ہیں پر ایک آرڈیننس کے ذریعے عائد کردہ 17 فیصد ٹیکس کو فوراً واپس لیا

جائے کیونکہ اس سے زرعی لوازمات کی قیمتیں آسمان کو چھونے لگیں گی اور یہ
کسانوں کی پہنچ سے باہر ہو جائیں گی۔ اس سے ملک کی زرعی پیداوار پر منفی اثرات
ہوں گے اور یہ کسان دشمنی کے مترادف ہے لہذا اس آرڈیننس کے تحت نافذ
کردہ ٹیکس کو فوراً واپس لیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم 15 منٹ کے لئے نماز کا وقفہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد سرکاری کارروائی شروع کریں گے۔

(اس مرحلہ پر نمازِ ظہر کی ادائیگی کے لئے اجلاس کی کارروائی 15 منٹ تک کے لئے ملتوی کی گئی)

(نمازِ ظہر کے وقفہ کے بعد دوپہر 2 بج کر 2 منٹ پر
جناب قائم مقام سپیکر (رانا مشہود احمد خان) کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان میں اپنے ضلع ڈیرہ غازی خان کے حلقہ پی پی۔172 کے لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے دو بہترین امیدواروں کے باوجود پاکستان مسلم لیگ کے امیدوار کو کامیاب کرایا اس پر میں اپنے لوگوں کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں اس کے ساتھ ہی ایوان کی توجہ اپنے حلقہ میں ہونے والے ضمنی الیکشن کے موقع پر development schemes کے اعلانات کی طرف بھی کراؤں گا کہ جھوٹے سچے کام شروع کرائے گئے تو میری گزارش ہے کہ اُن schemes کو مکمل بھی کرایا جائے۔ مجھے بطور ایم پی اے development funds نہیں دیئے گئے اور صرف وعدے ہی کئے گئے ہیں لہذا مہربانی کرکے ہمارے development funds بھی جاری کئے جائیں تاکہ ہم اپنے حلقہ کے ترقیاتی کام مکمل کروا سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لغاری صاحب! بہت شکریہ

محترمہ غزالہ سعد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا point of order یہ ہے کہ ہمارے پاکستانی صحافی اظہر شاہ بخاری کو یورپین یونین ممبرز کی طرف سے پاکستان کو پوری دنیا میں best طریقے سے global character کے طور پر پیش کرنے پر certificate of appreciation ملا ہے اس سے پاکستان کا global image بہت بہتر ہوا ہے لہذا میں پاکستان کی تمام صحافی برادری کو خراجِ تحسین پیش کرتی ہوں اور انہیں مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں دعا گو ہوں کہ صحافی برادری ہمارے اس بھائی کی طرح ہمارے ملک کا نام ہمیشہ روشن کرتی رہے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

Now, we take up the Qarshi University Muridke Bill 2010. Minister for Law may move the motion for consideration of the bill. Minister for Law!

مسودہ قانون قرشی یونیورسٹی مریدکے مصدرہ 2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFARIS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker, I move:

> "That The Qarshi University Muridke Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That The Qarshi University Muridke Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That The Qarshi University Muridke Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

“That clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill.”

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

SCHEDULE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker! I move:

"That the Qarshi University, Muridke Bill 2010, be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Qarshi University, Muridke Bill 2010, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Qarshi University, Muridke Bill 2010, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR ACTING SPEAKER: Minster for Law has given a notice that the requirement of rule 95 (3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rule ibid may be dispensed with under rules 234 ibid for consideration and

passage of the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion.

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker! I move:

> "That the requirement of rule 95 (3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under rule 234 ibid for consideration and passage of the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2011."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirement of rule 95 (3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under rule 234 ibid for consideration and passage of the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2011."

The Motion moved and the question is:

> "That the requirement of rule 95 (3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under rule 234 ibid for consideration and passage of the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا گیا)

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 8 of 2011). Minister for Law may the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 8 of 2011), as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 8 of 2011), as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 8 of 2011), as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2011 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR ACTING SPEAKER: Minster for Law has given a notice that the requirement of rule 95 (3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under rule 234 ibid for consideration and passage of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion.

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker! I move:

"That the requirement of rule 95 (3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under rule 234 ibid for consideration and passage of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2011."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the requirement of rule 95 (3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under rule 234 ibid for consideration and passage of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2011."

The motion moved and the question is:

"That the requirement of rule 95 (3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under rule 234 ibid for consideration and passage of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا گیا)

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Punjab Laws (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 9 of 2011). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) قوانین پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Laws (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Laws (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Laws (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Laws (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Laws (Amendment) Bill 2011, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Laws (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR ACTING SPEAKER: Minster for Law has given a notice that the requirement of rule 95 (3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under rule 234 ibid for consideration and passage of the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion.

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker! I move:

"That the requirement of rule 95 (3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under rule 234 ibid for consideration and passage of the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2011."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirement of rule 95 (3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under rule 234 ibid for consideration and passage of the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2011."

The motion moved and the question is:

> "That the requirement of rule 95 (3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under rule 234 ibid for consideration and passage of the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جوزیرغورلایاگیا)

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 10 of 2011). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2011(Bill No. 10 of 2011), be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2011(Bill No. 10 of 2011), be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2011(Bill No. 10 of 2011), be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ گورنمنٹ کالج چونیاں کے بارے میں ایک کمیٹی بنادیں اور دوسرا میرا جو بزنس باقی رہ گیا ہے اسے pending کردیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب کا کام pending کیا جاتا ہے۔ لاء منسٹر صاحب! گورنمنٹ کالج چونیاں کے حوالے سے ایک کمیٹی form کرکے اس مسئلہ کو حل کروائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر اس ایوان کی کارروائی کے بارے میں ہے کہ اتنی بڑی اپوزیشن ہے اور آج دوسرا دن ہے، اس ایوان میں قانون سازی ہو رہی ہے۔ یہ روایات ہیں کہ اپوزیشن واک آؤٹ کرتی ہے اور پوری قانون سازی میں حصہ نہیں لیتی لیکن میں یہ پہلی دفعہ دیکھ رہا ہوں کہ پوری قانون سازی میں اپوزیشن نے کوئی amendment نہیں دی۔ بیشک وہ حصہ نہ لے لیکن ہمیشہ اپوزیشن والے حکومت کے business یا قانون سازی میں اپنی amendments دیتے ہیں۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اتنی بڑی قانون سازی ہوئی ہے اور اپوزیشن کی طرف سے کوئی ترمیم نہیں آئی۔ وہ بیشک حصہ نہ لے لیکن اس کی participation ہوتی ہے کہ جب آپ پڑھتے ہیں کہ یہ فلاں فلاں ممبران کی طرف سے amendments ہیں لیکن وہ موجود نہیں ہیں اور وہ participate نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر! آپ ایوان کی پوری کارروائی نکلوا کر دیکھ لیں کہ کبھی بھی اس طرح نہیں ہوتا جو اس وقت اتنی بڑی اپوزیشن کے ہوتے ہوئے ہو رہا ہے۔ میں یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ بھی اس ایوان کی کارروائی کا حصہ بنانا چاہتا ہوں کہ کبھی بھی اس طرح نہیں ہوتا۔ میں اپوزیشن کے ممبران کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس ایوان کی کارروائی میں حصہ لینے کے طریق کار کو اپنائیں۔ بیشک بائیکاٹ کر کے وہ amendments پیش نہ کریں لیکن amendments دینی چاہئیں کیونکہ وہ اسی لئے یہاں اپوزیشن میں بیٹھے ہیں۔ یہ بات بہت ضروری ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی ذوالفقار علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! الحمد للہ آج ہمارے پارلیمانی سال کے دن مکمل ہو گئے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ اسمبلی اجلاس کے لئے ایک شیڈول بنا دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس بارے میں صبح بات ہو گئی تھی اور اسے ہم دیکھ رہے ہیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک تو آج موجودہ پارلیمانی سال کے معزز ایوان نے قانونی طور پر 100 دنوں کو مکمل کر لیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سال کے دوران ہم نے بھرپور قانون سازی کی اور خاص طور پر اس اجلاس کے دوران جس کے متعلق میرے بھائی نوانی صاحب نے بات کی۔ اس دفعہ تو اپوزیشن لیڈر کا کہنا ہی یہ تھا کہ ہم نے House چلنے نہیں دینا اور ہمارے بغیر کام ہو نہیں سکے گا لیکن میں معزز ایوان کو یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ اس مرتبہ ہم نے انتہائی اہمیت کے حامل گیارہ بلوں کو legislate کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح 20 کے قریب بل اس ایوان میں lay کئے ہیں جو مختلف قائمہ کمیٹیوں کو refer ہوئے ہیں۔ کل کی position یہ ہے کہ کل انہیں یہ معلوم تھا کہ ان دو دنوں میں اسمبلی میں legislation کے لئے ہم کورم کو ensure کر رہے ہیں اور ان کے علم میں یہ بات تھی کہ حکومت legislation کرنے کے لئے کورم پورا کرے گی تو انہوں نے دانستہ طور پر واک آؤٹ کیا جس کے بعد وہ تمام وقت لابی میں موجود رہے تاکہ کسی وقت کورم کم ہو تو وہ اسے جا کر point out کریں۔ (شیم، شیم)

آج بھی ان کا یہی روّیہ رہا اور وہ دیکھتے رہے کہ اگر کورم نہیں ہو گا تو وہ legislation نہیں کرنے دیں گے لیکن جب انہیں نظر آیا کہ کورم پورا ہے تو پھر وہ باہر سیڑھیوں پر جا کر بیٹھ گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کو اس معزز ایوان کی عزت میں اضافہ کرنا چاہئے اور اس کی روایات کو اور زیادہ بہتر انداز میں بنانا چاہئے۔ وہ کہتے ہیں کہ بہت بڑی اپوزیشن ہے تو اس کا معلوم تب پڑتا کہ ایک ایک بل پر اپوزیشن کے کم از کم بیس بیس معزز ممبران بحث میں حصہ لیتے ہوئے اپنی in put دیتے تو پھر میں

سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی روایات میں بھی اضافہ ہوتا۔ اب یہ ہے کہ صرف تین چار عورتیں ہیں جن کے پاس بھی سوائے بدتمیزی اور شور کرنے کے اور کوئی چیز نہیں ہے جبکہ وہ بھی کسی بات پر سنجیدہ بات نہیں کر سکتیں۔ (شیم، شیم)

ان کے علاوہ بتائیں اور پھر اپوزیشن کا کردار ان کے پاس ہے کیا؟ اپوزیشن لیڈر تو ویسے ہی ایک ہفتہ سے غائب ہیں، پتا نہیں وہ کہاں چلے گئے ہیں اور وہ آ ہی نہیں رہے جبکہ وہ کہتے تھے کہ میں تو House کو چلنے ہی نہیں دوں گا اور میں House کو آگے بڑھنے نہیں دوں گا۔ میں ان سے کہوں گا کہ اب نئے پارلیمانی سال کا آغاز 12۔اپریل سے ہوگا جس میں وہ بہتر تیاری کر کے آئیں اور وہ tough time کی جو بات کر رہے ہیں تو وہ tough time دیں with اپوزیشن۔ صرف ایک shouting session کوئی tough time نہیں ہے اور اس طرح سے وہ جمہوری روایات کو آگے بڑھائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کے توسط سے پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا، کالم نویس، دانشور، محقق، تجزیہ نگار، عوام الناس، سیاستدان اور اس معزز ایوان کے لئے میں food for thought پیش کر رہا ہوں اور food for thought یہ ہے کہ--

جناب قائم مقام سپیکر: اب جو ٹائم ہے اگر آپ food بھی پیش کر دیں گے تو ایوان خوش ہو جائے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اتنی لمبی legislation کر کے تو آپ نے بھوکا مار دیا۔ وقفہ نماز 15 منٹ کے لئے دیا تھا اور آپ ایک گھنٹہ تاخیر سے تشریف لائے ہیں۔ گزشتہ روز ایک معزز ممبر جناب بسراء صاحب نے ریمنڈ ڈیوس کی رہائی پر جو ambiguity پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اس کے لئے میں اس معزز ایوان میں food for thought پیش کر رہا ہوں۔ جس اتھارٹی نے ECL سے ریمنڈ ڈیوس کو نکالا ہے وہی اتھارٹی اس کی رہائی کی ذمہ دار ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(96)/2011/370. Dated. 31st March 2011. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with immediate effect.

Dated Lahore, the
31st March, 2011

SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
GOVERNOR OF THE PUNJAB